علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۱

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک، اسلامی تقریبات وتعلیمات، سنن مستحبات بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (سُورة البقرة : ۲۵۷)

''اللہ تعالیٰ ولی (ساتھی اور مددگار) ہے اُن کا جو اِیمان لائے، وہ اُن کو تاریکیوں سے نکال کر لاتا ہے نور (اور روشنی) کی طرف۔ اور جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی تو اُن کے ولی (مددگار اور ساتھی) سرکش اور مفسد (معبودانِ باطل) ہیں وہ اُن کو روشنی سے نکالتے اور تاریکیوں میں لے جاتے ہیں، سو یہ ہیں دوزخی ہمیشہ نارِ جہنم میں رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں انسان بنایا، اینٹ پتھر جھاڑ جھنکار یا کوئی جانور نہیں بنایا پھر اُس کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں مسلمان بنایا کفر و شرک کی اندھیری سے بچایا، ایمان کا نور عطا فرمایا اور جیسا کہ اُوپر لکھی ہوئی آیت میں ہے، احسان پر احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنی ولایت اور دوستی عطا فرمائی، اپنی مدد اور سہایتا [1] کا اطمینان دلایا، کیا اللہ تعالیٰ کے اِن احسانوں کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم دُعا کریں :

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾

''(اے اللہ) بتا ہم کو سیدھا راستہ، راستہ اُن کا جن پر تو نے انعام کیا، نہ راستہ اُن کا جو پھٹکارے گئے (جن پر غضب نازل ہوا) نہ راستہ اُن کا جو بھٹک گئے۔''

سیدھا راستہ :

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (سُورة الانعام : ۱۵۳)

''بے شک یہ ہے راستہ میرا سیدھا، بس اِسی پر چلو اور مت چلو (دُوسری) راہوں پر کہ خدا کی راہ سے بھٹکا کر تمہیں تتر بتر کر دیں، یہ بات ہے جس کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔''

اِس آیت کی تشریح کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اُس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ سیدھی لکیر ''صراط مستقیم'' ہے، یہ اللہ کا بتایا ہوا سیدھا راستہ ہے اور اِس کے دائیں بائیں جو راستے پھٹتے ہیں وہ شیطانی راستے ہیں، ہر ایک راستہ پر شیطان پکارتا ہے، ''اِدھر آؤ'' [2]

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ یہ شیطانی راستے شروع میں سیدھے راستے سے بالکل ملے ہوئے ہوتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ اتنے دُور ہو جاتے ہیں کہ ملنے کا اِمکان نہیں رہتا ہے، شیطانی راستہ بھی سیدھا

---

[1] سہارا، حمایت، دوستی [2] ابن ماجہ، احمد، نسائی، دارمی

ہی جاتا ہے مگر اُس کا رُخ بدلا ہوا ہے تو اِس راستہ پر جتنا چلو گے اللہ کے سیدھے راستے سے دُور ہوتے جاؤ گے، معاذ اللہ !

بہتر فرقے اور اہلِ سنت والجماعت :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا وَمَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ : مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ . [1]

''آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا بنواسرائیل کی ایک اُمت بہتر (۷۲) ملتوں (فرقوں) پر پھٹ گئی تھی اور میری اُمت تہتر (۷۳) فرقوں میں پھٹ جائے گی، سب فرقے دوزخ میں جائیں گے صرف ایک فرقہ (ناجی ہوگا جو دوزخ سے محفوظ رہے گا)۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ فرقہ کون سا ہوگا یا رسول اللہ ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس پر میں (چل رہا ہوں) اور میرے اصحاب (ساتھی چلیں گے)۔''

اہلِ سنت والجماعت :

اِسی فرقہ کو ''اہلِ سنت والجماعت'' کہتے ہیں، ''سنت'' کے معنی ہیں آنحضرت ﷺ کا طریقہ اور ''الجماعت'' سے مراد ہے جماعتِ صحابہ۔ پس اہلِ سنت والجماعت وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر اِس طرح چلیں جس طرح صحابہ کرامؓ چلتے تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور جماعتِ صحابہ کی اتباع اور پیروی اس لیے ضروری ہے کہ یہ وہ جماعت ہے جس کی پاکی کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے کی اور اپنے کلامِ پاک میں اِن کو پختہ ایمان راشد اور ہدایت یافتہ ہونے کی سند عطا فرمائی، سورۂ فتح میں ارشاد ہے : ﴿وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا﴾ (سُورہ فتح : ۲۶) ''اور جمادیا (پختہ کر دیا) ان کو تقوے کی بات پر (کلمہ توحید پر جو تقوے کی بنیاد ہے) وہ اِس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اِس کے اہل ہیں۔''

---

[1] ترمذی شریف کتاب ابواب الایمان رقم الحدیث ۲۶۴۱

پھر سورہ حجرات میں اور تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ o فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ﴾(سُورۃ الحجرات : ۷،۸)

''اللہ تعالیٰ نے تم کو اِیمان کی محبت دے دی اور اُس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا، اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو پوری پوری نفرت دے دی، یہی ہیں وہ جو اَلرَّاشِدُوْنَ (ہدایت پانے والے) ہیں ،اِن پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے اور اللہ خوب جاننے والا ہے (اُس نے جان بوجھ کر ہی یہ انعام دیا اور یہ فضل فرمایا)۔''

اسی مضمون کی تعبیر آنحضرت ﷺ نے اس طرح فرمائی اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فِبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ [1] ''میرے ساتھیوں کی مثال تاروں جیسی ہے جن کی بھی پیروی کرلوگے راستہ پالوگے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے :

''یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھی پوری اُمت میں سب سے افضل ،اِن کے دل پوری اُمت میں سب سے زیادہ نیک، پوری اُمت میں اِن کے علم سب سے زیادہ گہرے، ایسے سادہ کہ تکلف (بناوٹ) کا نام ونشان نہیں، اللہ تعالیٰ نے (تمام کائنات میں) اِن کو اپنے نبی کی دوستی اور رفاقت اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے منتخب فرمایا، بس ضروری ہے کہ اُن کی فضیلت پہچانو اور اُن کے نقش قدم پر چلو اور جہاں تک تمہارے امکان میں ہو اُن کے اخلاق اور اُن کی سیرتوں (خصلتوں) کو مضبوطی سے سنبھالو کیونکہ وہ ھُدیٰ مستقیم پر تھے۔'' (مشکوۃ باب الاعتصام)

بدعت :

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۰۱۸

(۱) مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ . (متفق علیہ)

''جو شخص ہمارے اِس کام میں ایجاد کرے کوئی ایسی بات جو اِس میں سے نہیں ہے وہ رَد ہے۔''

(۲) کُلُّ مُحْدَثٍ بِدْعَةٌ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ . (سُنن ابن ماجہ ص ۶)

''ہرایک ایجاد کی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

حضرات فقہاءِ کرام نے بدعت کی تعریف یہ کی ہے :

مَا اَحْدَثَ عَلٰی خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ عِلْمٍ اَوْ عَمَلٍ اَوْ حَالٍ اَوْ صِفَةٍ بِنَوْعِ اِسْتِحْسَانٍ وَ طَرِیْقِ شُبْھَةٍ وَجَعَلَ دِیْنًا قَدِیْمًا وَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا [۱]

''بدعت وہ جو اِیجاد کی گئی ہو اُس حق کے خلاف جو حاصل کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ سے، وہ کوئی علم (عقیدہ) ہو یا عمل ہو یا کوئی حالت ہو (ایجاد کیا گیا ہو) کسی پسندیدگی اور اچھا معلوم ہونے اور مشابہت کی بنا پر اُس کو دینِ قدیم اور صراطِ مستقیم قرار دے دیا گیا ہو۔''

توضیح وتشریح :

(1) دُنیا میں آئے دن تبدیلیاں آتی رہتی ہیں موسم بدلتے ہیں جماعتیں بدلتی ہیں حکومتیں بدلتی ہیں اسی طرح نئی نئی ایجادیں ہوتی رہتی ہیں، موٹر ایجاد ہوئی، ریل ایجاد ہوئی، ہوائی جہاز ایجاد ہوئے اِن کو بدعت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اِن میں سے کسی کو بھی دین کا کام اور دین نہیں سمجھا جاتا۔

(2) کھیل تفریح کی بہت سی باتیں ایجاد ہوئیں اور ایجاد ہوتی رہتی ہیں اُن میں بہت کچھ دولت فضول اور بیکار لٹائی جاتی ہے، بڑھیا سے بڑھیا پُر تکلف دعوتیں ہوتی ہیں، مجلسوں اور مکانوں کو بڑی شان سے سجایا جاتا ہے، سامانِ آرائش پر ہزاروں روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے، دعوتی کارڈ زیادہ سے زیادہ خوبصورت منتخب کیے جاتے ہیں سینکڑوں ہزاروں روپے اِن کارڈوں پر ہی خرچ کر دیا جاتا ہے کہیں

[۱] شرح نقایہ ومراقی الفلاح وطحطاوی

باجے بھی بجتے ہیں گانا بھی ہوتا ہے، رشتہ داروں کو جوڑے دیے جاتے ہیں، دوستوں کو ہدیے اور مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں، ان باتوں کو حرام مکروہ تحریمی اور گناہ کہا جاتا ہے مگر بدعت نہیں کہا جاتا کیونکہ اِن کو دُنیا کا کام سمجھ کر کیا جاتا ہے، خود کرنے والے سمجھتے ہیں اور پوچھا جائے تو یہی کہتے ہیں کہ ناک اُونچی رکھنے کی باتیں ہیں نمائش اور ٹھاٹھ ہے، اللہ معاف کرے اِن فضولیات کو دین کا کام کوئی نہیں سمجھتا۔

(3) آنحضرت ﷺ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہو کر مجلس جماؤ چراغاں کرو چادر چڑھاؤ میلہ لگاؤ یا عرس کرو، اِسی طرح کسی صحابی یا کسی ولی شیخ یا پیر کے مزار پر کوئی ایسا کام کرو، لامحالہ اُس کو دین کا کام سمجھا جائے گا اور ثواب تبرک اور دین کا کام ہی سمجھ کر اِن کو کیا جاتا ہے پس اگر دین میں اِس کو کرنے کی ہدایت نہیں ہے اور آپ نے دل کے شوق سے یہ کام کر لیا ہے تو اِس کو بدعت کہا جائے گا کیونکہ یہ دین میں ایجاد ہے۔ اس طرح کی باتیں پہلی اُمتوں میں بھی ہوتی رہی ہیں آنحضرت ﷺ نے اِن کو حرام قرار دیا اور کرنے والوں کے متعلق نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں مثلاً

(الف) مرض الوفات کا واقعہ ہے جس کو سیّدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا ہے کہ سیّد الکونین محبوب رب العالمین ﷺ کو بخار بہت تیز تھا وہ گلیم مبارک [1] جو زیبِ تن تھا اُس کو آپ چہرہ انور پر ڈال لیتے تھے اور جب گھبراہٹ ہوتی تو ہٹا دیتے تھے اِسی حالت میں آپ نے فرمایا :

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا . (بخاری شریف کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۴۳۵)

''خدا لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر، انہوں نے بنا لیا اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں، آپ کا منشاء یہ تھا کہ مسلمان ایسی حرکتوں سے باز رہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهٗ خَشِيَ اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا. [2]

---

[1] مبارک کملی [2] بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۴۴۱

''اگر یہ (خطرہ) نہ ہوتا تو قبر مبارک کھلی رکھی جاتی مگر یہ خدشہ ہوا کہ آپ کے مزارِ مقدس کو سجدہ گاہ بنالیں گے۔'' اِس لیے قبر مبارک کا حجرہ بند کر دیا گیا۔

(ب) اسی بیماری کے زمانہ میں حضرت اُم سلمہ اور حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہما نے اُن کنیسوں[1] کا ذکر کیا جو اُنہوں نے حبشہ میں دیکھے تھے (جس زمانہ میں یہ ہجرت کر کے وہاں گئی تھیں) اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ بڑے خوبصورت ہیں ان میں تصویریں بھی ہیں، آنحضرت ﷺ (ان کی طرف متوجہ ہوئے) سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا :

اِنَّ اُولٰئِکَ اِذَا کَانَ فِیْھِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ فَاُولٰئِکَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ .[2]

''اُن لوگوں کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی نیک آدمی وفات پا جاتا تھا تو اُس کی قبر پر مسجد بناتے پھر اُنہوں نے اس (مسجد) میں تصویریں بھی بنالیں، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے برے اور بدتر ہوں گے۔''

(ج) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

نَھَی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْھَا وَ اَنْ تُوْطَأَ.[3]

''آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا اِس سے کہ قبروں کو پکا بنایا جائے اور اِس سے کہ قبروں پر لکھا جائے اور اِس سے کہ اِن پر تعمیر کی جائے اور اِس سے کہ اِن پر چلا (پھرا) جائے۔''

(د) نسائی شریف میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خود میں نے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا :

لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ . (سُنن ابی داوٗد کتاب المناسک رقم الحدیث ٢٠٤٢)

---

[1] گرجاگھروں [2] بخاری شریف کتاب الصلٰوۃ رقم الحدیث ٤٢٧

[3] سُنن ترمذی ابواب الجنائز رقم الحدیث ١٠٥٢

''اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو (کہ صرف آرام کرنے اور سونے کے کام میں لاؤ، نہ نفلیں پڑھو نہ تلاوت کرو، نہ اللہ کا ذکر کرو) اور میری قبر کو عید نہ بناؤ (کہ اِس پر اکٹھے ہو کر تیوہار مناؤ عرس کرو) اور مجھ پر درود پڑھتے رہو تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔''

خلاصہ یہ کہ جو کام بظاہر اچھے معلوم ہوتے ہیں لیکن شریعت میں نہ اُن کے متعلق واضح ہدایت ہے اور نہ کوئی اِشارہ ہے اُس کو اگر دین کا کام سمجھ کر کیا جاتا ہے تو وہ ''بدعت'' ہے، مرنے کے بعد میت کے لیے جو کام کیے جاتے ہیں یا قبرستان میں یا مزارات پر پہنچ کر جو کام کرتے ہیں وہ عمومًا اچھے نیک ثواب یا متبرک سمجھ کر کیے جاتے ہیں لہٰذا وہ بدعت ہوں گے اگر شریعت میں اُن کے متعلق ہدایت یا اجازت نہیں ہے۔

فریضۂ تربیت :

بیوی بچوں اور ضرورت مند ماں باپ اور مفلس و محتاج رشتہ داروں کا خرچ برداشت کرنا آپ کی ایک تمنا رہتی ہے اور آپ اِس کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ بیوی اور بچے تندرست رہیں، وہ بیمار پڑ جاتے ہیں تو آپ دل کھول کر علاج کرتے ہیں اور اِس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں آپ اُن کو ہر طرح آرام پہنچاتے ہیں اُن کے لیے مکان بناتے ہیں جائیدادیں خریدتے ہیں اور اُن کی زندگی کو شاندار دیکھنا چاہتے ہیں یہ سب کچھ آپ اِس مادّی زندگی کے لیے کرتے ہین جس کو اَلْحَیَاۃُ الدُّنْیَا دُنیاوی زندگی یا موجودہ زندگی کہا جاتا ہے جو چند روزہ ہے جو ختم ہونے والی ہے اگر سو سال سوا سو سال کی عمر ہوگئی تب بھی چند روزہ ہی ہے مگر ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور اتنی بات تو غیر مسلم بھی مانتے ہیں کہ یہ زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر انسان ختم نہیں ہوتا انسان پھر بھی باقی رہتا ہے پھر بھی وہ زندہ رہتا ہے مگر اُس زندگی کا نام اَلْحَیَاۃُ الْآخِرَۃُ آخروی زندگی ہے جو موت کے بعد سے شروع ہوتی ہے پھر اُس کے ختم ہونے کی حد نہیں، قرآنِ حکیم نے اسی کو حقیقی زندگی فرمایا ہے ﴿اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ﴾[1] ''بے شک دارِ آخرت

[1] سُورۃ العنکبوت : ۶۴

وہی ہے زندگی۔'' اور آنحضرت ﷺ نے اُسی کو دانشمند اور عقلمند قرار دیا ہے جو بعد الموت والی زندگی کے لیے محنت کرے۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ . (ترمذی شریف ابواب صفة القیامة رقم الحدیث ۲۴۵۹)

''عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع اور مطیع بنائے (اُس سے محاسبہ کرتا رہے) اور بعد الموت کے لیے عمل کرتا رہے، اور عقل ودانش سے عاجز (نادان اور بے خوف) وہ ہے جو اپنے نفس کے پیچھے چلتا رہے (خدا پرست بننے کے بجائے نفس پرست بنا رہے) اور پھر یہ بھی آرزو لگائے رکھے (کہ بلا حساب کتاب بخشا جائے گا اور بلا کیے دھرے جنت میں پہنچ جائے گا)۔''

اسلام نے جس طرح موجودہ زندگی میں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں کا انتظام کرنا مسلمانوں کے لیے لازم اور فرض کیا اسی طرح یہ بھی فرض کیا کہ مسلمان اپنی اور اپنے اہل وعیال کی اُخروی زندگی کو درست کرنے کی بھی کوشش کرے اور اپنی پوری محنت، توجہ اور پوری جدوجہد اِس میں صرف کردے۔

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾[1]

''اے ایمان والو ! بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے جس کا ایندھن ہوں گے انسان اور پتھر۔''

﴿وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا﴾ (سُورة التحریم : ۱۳۲)

''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ جم جا۔''

سرپرستوں کے فرائض :

محبوب رب العالمین ﷺ کا اِرشاد ہے :

---

[1] سُورة التحریم : ٦

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ . [1]

''جو بچہ پیدا ہوتا ہے ایک ہی مقررہ فطرت (ایک ہی انداز) پر پیدا ہوتا ہے،
یہ کام ماں باپ کا ہے کہ وہ اُس کو یہودی بنا دیں یا عیسائی بنا دیں یا مجوسی بنا دیں۔''

جب بچہ کی سادہ فطرت میں رنگ آمیزی ماں باپ کا کام ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی اولاد کے معصوم ذہنوں اور اُن کی پاک فطرت میں اِسلام کا رنگ بھر دیں۔

﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۳۸)

''ہم نے لیا رنگ اللہ کا، اور کس کا رنگ ہو سکتا ہے اللہ سے بہتر۔''

اِس کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے بچہ زبان کھولے آپ اُس کو ''اللہ'' کا نام بتائیں ''محمد'' یاد کرائیں پھر کلمہ طیبہ سکھائیں، رفتہ رفتہ عقائدِ اسلام اُس کے ذہن نشین کرائیں، بتلایئے کہ اللہ ایک ہے اُس نے ہمیں ہمارے ماں باپ اور سارے جہان کو پیدا کیا وہی رزق دیتا ہے وہی تندرستی دیتا ہے وہی زندگی بخشتا ہے اُسی کے حکم سے موت آتی ہے اُسی کے حکم سے بارش برستی ہے پودے اُگتے ہیں پھول کھلتے ہیں پھل آتے ہیں وغیرہ۔ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت میں ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ سارے جہان میں سب سے افضل ہیں آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

انسان جو کچھ کرتا ہے فرشتے اُس کو لکھتے رہتے ہیں نیکی کرو گے تو نیکی پاؤ گے بدی کرنے والوں کو بدی ملتی ہے، قیامت ہوگی حساب و کتاب ہوگا، مسلمان بچہ بات کا سچا زبان کا پکا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ، رفتہ رفتہ سکھاتے رہیے کسی دن کوئی بات بتا دی کسی دن کوئی بات، اسی طرح رفتہ رفتہ بچہ کو ملنے سلام کرنے مصافحہ مزاج دریافت کرنے کا طریقہ بھی بتا دیجئے کھانے پینے کے آداب بھی بتا دیجیے، نوالہ چھوٹا لو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ، کھانے میں چپر چپر کی آواز نہ نکالو، اپنے سامنے سے کھاؤ، آہستہ کھاؤ، پلیٹ صاف کرو، ادب سے بیٹھو، تکیہ لگا کر نہ بیٹھو، پانی داہنے ہاتھ سے پیو، تین سانس میں پیو، کھڑے ہو کر مت پیو، کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہو، پانی بھی بسم اللہ کہہ کر پیو، پاک کاموں کے لیے داہنا

---

[1] بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۳۸۵

ہاتھ استعمال کرو، ناپاک کے لیے بایاں، بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو، یہ بھی بتادیجیے کہ جھوٹ مت بولو، کسی کے پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، کسی کی نقل نہ اُتارو، بڑوں کا ادب کرو، گھر میں جاؤ تو سلام کرو، گالی گندی بات ہے کسی کو گالی نہ دو، برا نہ کہو، کسی قوم کے بڑوں کو برا مت کہو وہ تمہارے بڑوں کو برا کہے گا۔

نماز کی تعلیم و تربیت :

جب بچہ کی عمر سات سال کی ہو جائے تو نماز سکھاؤ رفتہ رفتہ نماز کا عادی بناؤ، دس سال کی عمر میں بچہ کو نماز کا پابند ہو جانا چاہیے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

عَلِّمُو الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ ابْنَ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا ابْنَ عَشْرٍ.[1]

''بچہ سات سال کا ہو تو اُس کو نماز سکھا دو، دس کا سال کا ہو جائے (اور نماز چھوڑے) تو اُس کو مارو۔''

ناجائز پوشاک وغیرہ :

نابالغ بچہ مکلّف نہیں ہوتا اچھے کاموں کا ثواب اُس کو ملتا ہے مگر اچھے کام اُس پر فرض نہیں ہوتے ، اِس زمانہ میں اچھے برے کی ذمہ داری ماں باپ اور سرپرست پر ہوتی ہے، سچے گوٹے ٹھپے یا ریشم کا لباس بچہ کو پہنایا جائے یا سونے چاندی کا کوئی زیور لڑکے کو پہنایا جائے سونے چاندی کا کوئی قلم بچہ کو دیا جائے یا سونے چاندی کے برتن میں کھانا کھلایا جائے تو اِس کا گناہ سرپرست کو ہوگا لہٰذا خود بھی بچو اور بچہ کو بھی بچاؤ۔

اجرِ عظیم :

آخرت کا نقشہ سامنے رکھیئے اور اِس میں اچھے رنگ بھرتے چلے جائیں اور اہل و عیال کی تربیت کرتے چلے جائیں ،تو آنحضرت ﷺ نے بشارت دی ہے کہ جو کچھ بھی آپ خرچ کریں گے آپ کو اُس کا ثواب ملے گا حتی کہ بیوی کے منہ میں نوالہ رکھیں گے تو اِس کا بھی ثواب ملے گا۔

---

[1] ترمذی شریف ابواب الصلاۃ رقم الحدیث ٤٠٧

اگر کسی غریب مسکین پر آپ خرچ کریں تو اس کا ثواب اکہرہ ہوگا لیکن بال بچوں کی شرعی ضرورتوں پر خرچ کریں تو اس کا ثواب دوھرا ہوگا، ایک ضرورت پوری کرنے کا ثواب دوسرا ثواب صلہ رحم کا کہ اپنے عزیز رشتہ دار سے آپ نے اچھا سلوک کیا، اس کا بھی ثواب ملتا ہے۔ (جاری ہے)

وفیات

۲؍ دسمبر کو حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ میں انتقال فرما گئے اللہ تعالیٰ مفتی صاحبؒ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر آخرت کے بلند درجات نصیب فرمائے، آمین۔

۳۰؍ نومبر کو خالد شفیع صاحب کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئیں۔

۱۰؍ دسمبر کو حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کلورکوٹی کے داماد اچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پا گئے، اس ناگہانی حادثہ پر اللہ تعالیٰ مولانا اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے اہلِ خانہ کی کفالت فرمائے، آمین۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۲

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک، اسلامی تقریبات و تعلیمات، سنن مستحبات بدعات و مکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

اولاد کے متعلق اسلامی تقریبات :

بچہ کی تربیت اللہ کے نام سے شروع کرو جیسے ہی بچہ کو نہلا دہلا کر کپڑے پہناؤ (سفید کپڑے ہوں تو بہتر ہے) اُس کے داہنے کان میں اذان دو بائیں میں تکبیر پڑھو خود نہ پڑھو تو اللہ کے کسی نیک بندے سے پڑھواؤ اپنے ہی خاندان کا ہو تو بہت اچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سرورِ کائنات ﷺ نے خود اذان پڑھی تھی۔ (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف)

عقیقہ :

☆ ساتویں دن عقیقہ کرو، سر کے بال منڈواؤ، بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو (بالوں کا وزن عموماً تین ماشہ ہوتا ہے) پھر بچہ کے سر پر زعفران کا پانی مل دو۔

☆ لڑکا ہو تو دو بکروں یا دو بکریوں کی قربانی کرو، لڑکی کے لیے ایک کی۔ [۱]

لڑکے کے لیے دو نہ ہوں تو ایک بکرے یا بکری کی قربانی بھی کافی ہے اور بقر عید کے موقع پر قربانی کے جانور میں بھی عقیقہ کی نیت سے حصہ لیا جا سکتا ہے۔ (دُرمختار وغیرہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں لختِ جگر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جن کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے پھول ہیں۔ [۲] اِن دونوں کے عقیقہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اِن کا سر منڈوا کر بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کردو۔ [۳]

ضروری مسئلے :

(۱) عقیقہ ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کر سکتا ہے البتہ ساتویں دن کا خیال رکھنا بہتر ہے اور اِس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اُس سے ایک دن پہلے عقیقہ کردے یعنی اگر جمعہ کے روز ہوا تھا تو جمعرات کے روز عقیقہ کرے اور اگر جمعرات کے روز پیدا ہوا تھا تو بدھ کو کرے، یہ حساب سے ساتواں ہی دن ہوگا۔

(۲) عقیقہ کا کچا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی، اور یہ بھی درست ہے کہ دعوت کر کے کھلا دیں، عقیقہ کا گوشت باپ دادا نانا نانی سب کھا سکتے ہیں۔

(۳) بہتر ہے کہ عقیقہ سے پہلے بچہ کا نام رکھ لیا جائے تاکہ دُعا کرتے وقت اُس کا نام لے کر دُعا کی جا سکے۔

دُعاءِ عقیقہ : قربانی کے جانور کو قبلہ رُخ لٹا کر یہ دُعا پڑھی جائے :

﴿ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ .

---

[۱] ترمذی شریف ص۱۸۳ و ص۳۵۴ [۲] ترمذی شریف ج۲ ص۲۱۸ [۳] ترمذی شریف ص۱۸۳

''میں نے اپنا رُخ کرلیا اُس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سب سے منہ موڑ کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔
بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں اور اِسی کا میں حکم کیا گیا ہوں اور میں حکم برداروں میں سے ہوں، اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے۔''
پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور یہ دُعا پڑھے :
اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَةٌ لِاِبْنِیْ فَلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِاِبْنِیْ مِنَ النَّارِ
''یا اللہ بے شک یہ عقیقہ ہے میرے فلاں لڑکے/لڑکی کا، اس ذبیحہ کا خون اس کے خون کے بدلہ میں اس کا گوشت اس کے گوشت اس کی ہڈی اس کی ہڈی، اس کی کھال اس کی کھال اور اس کے بال اس کے بالوں کے بدلہ میں (فدیہ ہو) اے اللہ ! اس ذبیحہ کو میری طرف سے قبول فرمالے اور اِس کو میرے فلاں لڑکے/لڑکی کی طرف سے فدیہ بنا۔''

ضروری ہدایات :

(۱) فلاں جس پر خط کھینچا ہوا ہے اُس کی جگہ بچہ کا نام لیا جائے۔
(۲) دو جگہ لفظ لِاِبْنِیْ آرہا ہے لڑکی ہو تو لِاِبْنَتِیْ کہا جائے۔
(۳) یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عقیقہ نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنتِ مؤکدہ، صرف مستحب ہے کرنے سے ثواب ضرور ہوگا مگر نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوگا۔ پس اِس کو ایسا ضروری سمجھنا کہ قرض اُدھار کرکے جس طرح بھی ہو اِس کو انجام دیا جائے اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اس میں ثواب تو کیا ہوتا اُلٹا گناہ ہوگا کیونکہ جس کام کو اسلام نے ضروری نہیں بنایا اُس کو ضروری قرار دینا بھی اسلام کی پاک تعلیم میں بگاڑ پیدا کرنا ہے، معاذ اللہ !

(۴) عقیقہ میں مستحب اور ثواب کام وہ ہیں جو بیان کیے گئے، باقی رشتہ داروں کو دینے کے لیے خاص خاص چیز دینے یا خاص خاص رشتہ داروں کو بلانے چلانے کی رسمیں محض رسومات ہیں ان کا ترک کر دینا بہتر ہے۔

ختنہ :

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ .[۱]

''وہ چیزیں جن کو فطرتِ سلیم ضروری قرار دیتی ہے (اور انبیاء علیہم السلام اُن کو کرتے رہے ہیں) پانچ ہیں: ختنہ، موئے زیرِ ناف کو صاف کرنا، مونچھیں کٹوانا، ناخن ترشوانا اور بغلوں کے بال نوچ دینا۔''

☆ دُرمختار میں ہے :

وَالْخِتَانُ سُنَّةٌ كَمَا جَاءَ فِي الْخَبَرِ وَهُوَ مِنْ شَعَائِرِ الْاِسْلَامِ وَخَصَائِصِهِ فَلَوِ اجْتَمَعَ اَهْلُ بَلْدَةٍ عَلٰى تَرْكِهِ حَارَبَهُمُ الْاِمَامُ فَلَا يُتْرَكُ اِلَّا لِعُذْرٍ .[۲]

''ختنہ کرانا سنت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور ختنہ اسلام کا ایک شعار ہے اور اُن چیزوں میں سے ایک ہے جو اسلام کی خصوصیتوں میں قرار دی جاتی ہیں پس اگر کسی شہر کے باشندے اس کے چھوڑ دینے پر اتفاق کرلیں (متفقہ طور پر فیصلہ کرلیں) کہ ختنہ نہیں کرایا کریں گے تو اسلام کا سربراہ اُن سے جنگ کرے گا اور فوجی قوت سے اُن کو اِس شعار کے جاری کرنے پر مجبور کرے گا لہٰذا کسی خاص مجبوری کے بغیر ختنہ نہ کرانا جائز نہیں ہے۔''

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب اللباس رقم الحدیث ۴۴۲۰

[۲] الدر المختار علی ھامش رد المختار ج ۵ ص ۷۳۴

☆ فتاوی قاضی خان میں ہے :

یَنْبَغِیْ اَنْ یُّخْتَتَنَ الصَّبِیُّ اِذَا بَلَغَ تِسْعَ سِنِیْنَ وَاِنْ خَتَنُوْہُ وَھُوَ اَصْغَرُ مِنْ ذَالِکَ فَحَسَنٌ وَاِنْ کَانَ فَوْقَ ذَالِکَ قَلِیْلًا قَالُوْا لَا بَأْسَ بِہٖ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ لَمْ یُقَدِّرْ وَقْتَ الْخِتَانِ قَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّۃِ الْحُلْوَانِیْ وَقْتُ الْخِتَانِ مِنْ حِیْنَ یَحْتَمِلُ الصَّبِیُّ ذَالِکَ اِلٰی اَنْ یَبْلُغَ . (فتاوی قاضی خان مصری ج۳ ص ۴۰۹)

''مناسب یہ ہے کہ جب بچہ نو سال کا ہو جائے تب ختنہ کی جائے اور اگر اِس سے کم عمر میں ختنہ کر دی جائے تو یہ بھی مستحسن (اچھا) ہے اور اگر اِس سے کچھ زیادہ عمر میں ہو تو علماء نے کہا اِس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ شمس الائمہ الحلوانی فرماتے ہیں کہ ختنہ کا وقت اُس وقت سے ہو جاتا ہے جب سے وہ برداشت کر سکے اور بلوغ کے وقت تک رہتا ہے۔''

بڑا آدمی مسلمان ہوا تو وہ اپنا ختنہ خود کر لے دوسرے کے سامنے برہنہ ہونا جائز نہیں اگر خود اپنا ختنہ نہیں کر سکتا تو معذور ہے اللہ معاف فرمائے۔

وَقِیْلَ خِتَانُ الْکَبِیْرِ اِذَا اَمْکَنَہٗ اَنْ یَخْتِنَ نَفْسَہٗ وَاِلَّا لَمْ یَفْعَلْ اِلَّا اَنْ یُّمْکِنَہُ النِّکَاحُ اَوْ شِرَاءُ جَارِیَۃٍ.

یہ ہے شریعت کا سادہ حکم جس کی ادائیگی کے لیے نہ اجتماع کی ضرورت ہے نہ شان و شوکت کی، جب بچہ میں برداشت کی قوت دیکھیں ختنہ کرنے والے کو بُلا کر ختنہ کرا دیں جب اچھا ہو غسل کرا دیں اگر گنجائش ہو تو کچھ عزیز و اقارب یا دوست احباب یا کچھ غریبوں کو جو کچھ میسر آئے کھلا دیں، نام و نمود اور شہرت دین کے کسی کام میں بھی درست نہیں آنحضرت ﷺ نے نام و نمود اور ریاء کو ایک طرح کا شرک فرمایا ہے۔ (ترمذی شریف)

اہلِ اسلام کے لیے خیر خواہی اور خیر اندیشی :

دولت مند کے لیے آسان ہے کہ عقیقہ اور ختنہ جیسی تقریبات میں دل کھول کر خرچ کرے اور

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُس کی نیت میں اخلاص ہو، نام ونمود اور شہرت مقصود نہ ہو لیکن اس کا یہ اثر لازمی ہے کہ جو اُس درجہ کے دولت مند نہیں ہیں اور سوسائٹی (برادری) میں اپنا درجہ برابر کا رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی دولت مند کی طرح ان تقریبات میں خرچ کریں اور ان کے پاس اس کی گنجائش نہ ہو تو قرض لیں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں تو کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ دولت والے ان غریبوں کا خیال کر کے احتیاط سے کام لیں اور غیر ضروری خرچ کوئی نہ کریں، بے شک ان کو اپنے جذبات قربان کرنے پڑیں گے مگر یہ قربانی رائیگاں نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ کے یہاں اِس کی بڑی قدر ہوگی اس تقریب پر ہزاروں روپے خرچ کرنے کا وہ ثواب نہیں ہوگا جو اِس قربانی کا ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ دوسروں کے حق میں خیر خواہی اور خیر اندیشی اتنی ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس طرح صحابہ کرامؓ سے نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا عہد لیا اِس کا بھی عہد لیا کہ ہر ایک مسلمان کے خیر خواہ ہوں اور ہر صاحبِ ایمان کے حق میں خیر خواہ رہیں گے۔

حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں :

بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَ النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے عہد کیا کہ نماز با قاعدہ پوری پابندی سے پڑھتا رہوں گا زکوۃ ادا کرتا رہوں گا اور ہر ایک مسلمان کے حق میں خیر خواہی سے کام لوں گا۔''

بسم اللہ کرانا مکتب میں بٹھانا :

جب قرآن شریف پڑھانے کے اِرادہ سے آپ نے اپنے بچہ کی بسم اللہ کرائی تو آنحضرت ﷺ کی بشارت یہ ہے کہ آپ کا بچہ بھی بہت ہی اچھا ہے اور سب سے اچھا ہے اور آپ بھی سب سے اچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ [2] ''تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جو قرآن سیکھے اور سکھائیں۔''

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۷ [2] بخاری شریف رقم الحدیث ۵۰۲۷

بچہ نے قرآن شریف سیکھنا شروع کیا ہے اُستاد سکھانے والے ہیں اور آپ کی کوشش ہے تو سکھانے والوں میں آپ بھی شامل ہیں اور آپ بھی بہت اچھے ہیں، خدا کرے آپ کا بچہ قرآن شریف پڑھے اُس کو سمجھے اُس پر عمل کرے تو آپ کو بھی اور بچہ کی والدہ کو بھی قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دُنیا کے آفتاب کی روشنی سے کہیں بہتر ہوگی۔[1]

مگر دیکھئے اِس مبارک موقع پر جو کچھ آپ کریں اللہ کے لیے کیجئے نام ونمود کے لیے نہ کیجئے، جب بچہ بولنے لگے اُس کو ''اللہ'' کا نام سکھاؤ ''کلمہ'' سکھاؤ پھر کسی دیندار بزرگ متبرک کی خدمت میں لے جا کر ''بسم اللہ'' کہلا دو اور اِس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے اور بلا پابندی کے جو کچھ توفیق ہو خدا کی راہ میں خیرات کر دو، چھپا کر خیرات کرو تو اُس کا ثواب زیادہ ہوگا۔

ایسے ہی قرآن شریف ختم ہونے کے وقت جو کچھ کرو اللہ کے لیے کرو، نام ونمود کے لیے نہ کرو، کسی رسم کے پیچھے ہرگز نہ پڑو کہ اِس سے نیکی برباد گناہ لازم آتا ہے، اُستاد کی خدمت خوش دلی سے دل کھول کر کرو مگر احسان جتانے کے لیے نہیں اور نمائش یہاں بھی نہ ہونی چاہیے اسلام کی تعلیم یہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا اِرشاد ہے : مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ.[2] جو شہرت کے لیے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کو اُس کی تشہیر کرائے گا اور عام اعلان کرائے گا کہ اِس نے یہ کام اللہ کے لیے نہیں بلکہ شہرت کے لیے کیا تھا اور جو دکھاوا کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی نمائش کرائے گا یعنی نمائشی کاموں سے دُنیا میں جتنی شہرت اور نام آوری ہوئی تھی قیامت کے روز اُس سے کہیں زیادہ رسوائی اور ناکامی ہوگی کیونکہ یہاں جو کچھ بھی ہوا وہ ایک محدود علاقہ اور محدود جماعت میں ہوا اور قیامت کے روز تمام مخلوق میدانِ حشر میں ہوگی اُس کا علاقہ بہت وسیع اور اُس کی گنتی بے شمار ہوگی۔ معاذ اللہ ! (جاری ہے)

---

[1] مشکوۃ شریف بحوالہ احمد و ابوداؤد شریف [2] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۳۱۶

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۳

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک، اسلامی تقریبات وتعلیمات، سنن مستحبات بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

نکاح اور ازدواجی زندگی

زندگی کیا ہے ؟

ہم ترقیات کے منصوبے (پروجیکٹ) بناتے ہیں کامیابی کا ایک نشان مقرر کرتے ہیں مثلاً یہ کہ ہمیں اس سال ملک سے ایک کروڑ ٹن غلہ پیدا کرنا ہے یا یہ کہ اِس فیکٹری سے ایک لاکھ گز کپڑا تیار کرانا ہے آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا : یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ لَکُمْ عَلَمًا فَانْتَھُوْا اِلٰی عَلَمِکُمْ وَاِنَّ لَکُمْ نِھَایَۃً فَانْتَھُوْا اِلٰی نِھَایَتِکُمْ . اے لوگو ! تمہارے لیے کچھ نشان مقرر ہیں اُن نشانوں تک پہنچو اور تمہارے لیے ایک آخری حد ہے اُس حد تک رسائی حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَسَارِعُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ﴾ ۱

''تیزی سے بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اُس کی جنت کی طرف جس کی چوڑائی تمام آسمان اور زمین ہے۔''

زندگی ایک منصوبہ (پروجیکٹ) :

آیتِ مبارکہ اور حدیث شریف کے ترجمہ پر دوبارہ نظر ڈالو، حاصل یہ ہے کہ یہ پروجیکٹ جس کا نام ''دنیاوی زندگی'' ہے اس کی کامیابی کا نشان ہے ''مغفرت اور جنت'' بس جس طرح کسی بھی منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لیے کوشش کیا کرتے ہو خود اپنی زندگی کے پروجیکٹ اور منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لیے بھی کوشش کرو، تیز گام بنو تیزی سے آگے بڑھو۔

اَزدواجی تعلق کی کامیابی :

اس منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لیے جس طرح باہر کے مددگاروں کی ضرورت ہے اِسی طرح ایک ایسے مددگار کی بھی ضرورت ہے جو اندرونِ خانہ مدد کرے جو ہر وقت کا ساتھی ہو اور زندگی بھر ساتھ رہے جس کی ہمدردانہ رفاقت تسکینِ حیات کا سامان ہو اور جس کی دینی زندگی سے ہماری دینی زندگی کو سہارا ملے ایسی رفیقۂ حیات کو حاصل کر لینا نکاح کی کامیابی ہے۔ ایک مومن جس کی نظر آخرت پر رہتی ہے وہ نکاح اسی لیے کرتا ہے کہ ایسی رفیقۂ حیات حاصل کرلے جو اُس کی دینی زندگی میں مددگار ہو چنانچہ سیّد الانبیاء محبوب رب العالمین ﷺ کا ارشاد ہے۔

تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَ جَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ . (بخاری شریف کتاب النکاح رقم الحدیث ۵۰۹۰)

''چار باتوں کی طمع میں عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے: مال کی طمع میں یا حسب نسب یا حسن و جمال کے شوق میں یا دینداری کی بناء پر، تو تیرا بھلا ہو تو دیندار کو حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر۔''

---

۱ سُورۂ اٰلِ عمران : ۱۳۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَأَتَہٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْھِھَا الْمَآءَ ، رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأَۃً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَھَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْھِہِ الْمَآءَ .[۱]

''خدا کی رحمت ہو اُس مرد پر جو تہجد کے لیے رات کو اُٹھے نماز پڑھے پھر بیوی کو جگائے وہ بھی نماز پڑھے اگر وہ نہ جاگے تو اُس کے منہ پر پانی کی چھینٹیں ڈال دے، اللہ کی رحمت ہو اُس عورت پر جو رات کو تہجد کے لیے اُٹھے نماز پڑھے پھر شوہر کو اُٹھائے وہ بھی نماز پڑھے اگر وہ اُٹھنے میں سستی کرے تو اُس کے منہ پر پانی کی چھینٹیں ڈال دے۔''

مقاصدِ نکاح :

(۱) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت ہی کا تقاضا ہے کہ اُس نے تمام فحش باتوں کو وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ حرام قرار دیا۔[۲]

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے جس میں بیوی کا خرچ برداشت کرنے کی ہمت ہو اُس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ نکاح نیچی نظر رکھنے اور پاک دامن رہنے کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ ہے اور جس میں یہ ہمت نہ ہو اُس کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے کہ غلط جذبات معطل اور کند ہوں۔[۳]

(۲) دنیا کی رونق نسلِ انسان سے ہے اور اُمتِ محمدیہ کی کثرت آنحضرت ﷺ کے لیے باعثِ فخر ہے اسی لیے ارشاد ہوا : تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ [۴] یعنی ایسی عورتوں سے نکاح کرو جن کے خاندانی حالات کا لحاظ کرتے ہوئے توقع ہو کہ وہ اُنسیت اور محبت سے کام لینے

---

[۱] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۱۲۳۰ [۲] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۴۱۶
[۳] بخاری شریف کتاب النکاح رقم الحدیث ۵۰۶۶ [۴] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۳۰۹۱

والی ہیں اور اولاد بھی اُن کے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اُمت کی زیادہ کثرت میرے لیے باعثِ فخر ہوگی۔

(۳) نیز ارشاد ہوا : قریش کی عورتیں سب سے اچھی ہیں بچوں پر عاقلانہ اور سلیقہ مندانہ شفقت کرتی ہیں اور شوہر کی چیزوں کی نگرانی رکھتی ہیں۔ (صحاح)

(۴) آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی ذمہ داریاں اِس طرح تقسیم فرمادیں کہ گھر کے کاموں کی ذمہ دار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور باہر کے کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کی صفائی خود کرتی تھیں چکی پیستی تھیں پانی بھی وہی لاتی تھیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ (الدرالمختار باب النفقہ)

نکاح کی حیثیت :

ایک شخص پاک دامن رہتے ہوئے تن تنہا بیوی کے بغیر بھی زندگی کا سفر طے کرسکتا ہے لیکن وہ نظامِ قدرت کے تقاضوں سے منہ موڑ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان و انعام کو قبول کرنے سے پہلو تہی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اِس لیے پیدا کیا ہے کہ مرد کے لیے باعثِ تسکین ہو[1] یہ اللہ تعالیٰ کے اس حسان کو قبول نہیں کر رہا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک طاقت بخشی اس کو صحیح اور جائز طریقہ پر استعمال کرنے کے بجائے اس کو ضائع کر رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عطیہ کی ناسپاسی اور ناشکری کر رہا ہے معاذ اللہ! اسی لیے آنحضرت ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت فرمایا اور ارشاد فرمایا مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ [2] یعنی جو میری سنت سے منہ موڑے وہ میرا نہیں۔

مختصر یہ کہ اگر ضروریاتِ نکاح پوری کرنے کی ہمت ہو تو نکاح کر لینا سنت ہے اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو نکاح کر لینا واجب ہو جاتا ہے اور خرچ کی ہمت نہ ہو تو خطرہ سے نجات کی سبیل روزہ ہے یعنی فاقہ جو روزہ کی صورت میں ہو۔

---

[1] ﴿ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۱۸۹)

[2] بخاری شریف کتاب النکاح رقم الحدیث ۵۰۶۳

طلاق :

انتخاب میں غلطی ہوئی اور ایسی رفیقۂ حیات میسر نہ آسکی جو آپ کی دینی زندگی میں مددگار ہو یا بعد میں کچھ ناگوار صورتیں پیش آگئیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم پھر بھی یہ ہے :

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ (سُورۃ النساء : ١٩)

''گزران کرو اِن عورتوں کے ساتھ (اچھی طرح) خوبی کے ساتھ۔ اگر تم اُن سے کراہیت کرو (تم کو وہ پسند نہ ہوں) تو ممکن ہے تم ایک شے سے کراہیت کرو اور کردے اللہ تعالیٰ اُس میں خیرِ کثیر (کوئی بڑی بھلائی اور بڑی منفعت)۔''

مطلب یہ ہے کہ ناگواری اور ناپسندیدگی کے باوجود تمہیں نباہنا چاہیے تمہارا سلوک اچھا ہی رہنا چاہیے، بہت سی خرابیوں میں کوئی خوبی بھی ہوتی ہے، اس کی قدر کرو اور برداشت سے کام لو البتہ حسبِ ضرورت تنبیہ بھی کر سکتے ہو، نقطہ نظر اصلاح ہونا ضروری ہے، اصلاحی نقطۂ نظر سے جو تنبیہ ہو اللہ تعالیٰ نے درجہ بدرجہ اُس کی ترتیب یہ بیان فرمائی ہے :

﴿ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ج فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾ (النساء : ٣٤)

''اور وہ عورتیں جن کی بد دماغی کا خطرہ ہو اُن کو نصیحت کرو، (اگر نہ مانیں تو) اُن کو اُن کے لیٹنے کی جگہ میں تنہا چھوڑ دو (اس کی پہلی شکل یہ ہو سکتی ہے کہ تم اُسی کمرہ میں رہو لیکن الگ بستر پر، دوسری شکل یہ کہ اُس کمرے میں بھی نہ لیٹو دوسری جگہ رہو بہرحال اس مرحلہ پر عورت کو کمرہ سے نہیں نکالا جائے گا، اب بھی اثر نہ لیں تو) کچھ ضرب بھی لگا سکتے ہو (مگر ایسی نہیں جیسے غلام باندی کو بلکہ بہت معمولی مثلاً مسواک ماردو) پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں (اور تمہاری بات ماننے لگیں) تو اُن پر کوئی بہانہ نہ ڈھونڈو (یہ ہمیشہ ذہن میں جمائے رکھو کہ تمہارا ہر ایک

قول و فعل اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے) بیشک اللہ (تم سے بھی) بہت بلند بہت عظمت والا ہے (تم بیوی سے بلند بھی ہو اور بڑے بھی مگر خدا کے سامنے تمہاری بلندی اور عظمت ہیچ ہے)۔''

﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴾ (سُورۃ النساء : ۳۵)

''اور اگر (یہ تمام کوشش ناکام رہے اور لوگوں کو) خطرہ ہو کہ اِن دونوں کا اختلاف باقی ہی رہے گا خود آپس میں اپنے طور پر نہ سلجھا سکیں گے تو (اے رشتہ دارو تمہارا یہ کام ہونا چاہیے) کہ بھیجو ایک پنچ (ایسا آدمی جو تصفیہ کرانے کی صلاحیت رکھتا ہو) مرد کے خاندان سے اور ایک (ایسا ہی پنچ) عورت کے خاندان سے، اگر یہ دونوں اصلاح (اور معاملات کے سلجھانے) کا ارادہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی میں بھی موافقت پیدا کردے گا (بشرطیکہ وہ خود بھی موافقت کا ارادہ رکھتے ہوں اور پنچوں کی بات مانیں) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا ہے جو ہر ایک بات کی خبر رکھتا ہے۔''

آخری چارۂ کار :

اگر کوئی صورت موافقت کی نہیں ہو سکی تو آخری چارۂ کار جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے بلکہ نہایت ہی مکروہ ناپسند اور مبغوض ہے وہ طلاق ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ . (مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۳۲۸۰)

''جو چیزیں حرام نہیں حلال اور جائز ہیں اُن میں جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور قابلِ نفرت ہے وہ طلاق ہے۔''

ضروری تنبیہ :

لیکن یاد رکھیے اور پوری طرح یاد رکھیے اگر خدانخواستہ طلاق کی نوبت آئے تو تین طلاقیں ہرگز نہ دیجیے، دوستوں کو بھی تاکید سے سمجھا دیجیے، بیک وقت تین طلاقوں کو ''طلاقِ بدعی'' کہا جاتا ہے

جو مکروہ ہے یعنی طلاق عند اللہ مبغوض اور اِس مبغوض پر یہ مکروہ (معاذ اللہ) کریلا اور نیم چڑھا۔
نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ماہواری کے دنوں میں طلاق نہ دی جائے یہ بھی مکروہ ہے۔

طلاقِ رجعی :

طہر میں (یعنی جب ماہواری کے ایام نہ ہوں) صرف ایک طلاق دی جائے، اگر ایک طلاق دی ہے تو زمانہ عدت میں مرد رجوع بھی کر سکتا ہے اس کے لیے بیوی کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں ہے بیوی نہ چاہے تب بھی مرد رجوع کر سکتا ہے اور حسبِ سابق میاں بیوی کا تعلق قائم رکھ سکتا ہے۔
صرف دو طلاقیں دی جائیں خواہ ایک مرتبہ میں یا دو مرتبہ میں تب بھی یہی حکم ہے کہ زمانہ عدت میں مرد کو رجوع کر لینے کا اختیار رہے، رجوع زبان سے کہنے سے بھی ہو سکتا ہے اور زبان سے کچھ نہ کہے میاں بیوی والا معاملہ کر لے تب بھی رجوع ہو جائے گا، اگر زمانۂ عدت ختم ہو گیا ہے یعنی تین ماہواری آ چکیں تو اب رجوع نہیں کر سکتا البتہ نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ بیوی راضی ہو، عدت ختم ہو جانے کے بعد عورت آزاد ہو جاتی ہے وہ آپ کے سوا کسی دوسرے مرد سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔

تین طلاقیں :

تین طلاقوں کے بعد خواہ وہ ایک وقت میں ہوں یا یکے بعد دیگرے الگ الگ اوقات میں ہوں مرد رجوع نہیں کر سکتا بلکہ ''حلالہ'' کے بغیر نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ طلاق مرد ہی دے سکتا ہے عورت طلاق نہیں دے سکتی۔

خلع :

اگر عورت رہنا نہیں چاہتی تو وہ مرد سے التجا کر سکتی ہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے اور وہ مہر معاف کر دے گی یا اگر لے چکی ہے تو واپس کر دے گی اِس کو ''خلع'' کہا جاتا ہے، خلع کی صورت میں مرد کو اُس سے زائد نہیں لینا چاہیے جو اُس نے مہر کی صورت میں دیا ہے، زیادہ لینا مکروہ ہے۔ (جاری ہے)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۴

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات و مکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

کسبِ معاش :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ .[1]

''اللہ تعالیٰ کے فرض (نماز) کے بعد جو دُوسرا فرض عائد ہوتا ہے وہ ہے حلال روزی کی طلب وجستجو۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (سُورة الجمعة :۱۰)

''جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل کو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو۔''

---

[1] مشکوة شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۷۸۱

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جس طرح حکمِ نماز کی تعمیل کرتے تھے وہ انتشار فی الارض (زمین میں پھیل پڑے) اور ابتغاء فضل اللہ (اللہ کا فضل یعنی منفعت حاصل کرنے) کے حکم کی بھی تعمیل کرتے تھے چنانچہ کچھ صحابہ وہ تھے جن کی شان یہ تھی کہ رات کو یادِ خدا اور نمازِ تہجد میں کھڑے رہتے تھے اور گزراَوقات کے لیے دن کو لکڑیاں چنتے تھے۔ (بخاری شریف ص ۵۸۶)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

''ایسا ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں صدقہ (خاص چندہ) کا حکم دیا تو ہم منڈی میں پہنچ کر پلہ داری کرتے، ایک مُد یا دو مُد (مُد دو رطل کا یعنی ستر تولہ کا) جو کچھ مزدوری ملتی وہ ہم چندہ میں پیش کر دیتے۔ (بخاری شریف ص ۱۹۰)

آنحضرت ﷺ کی عمر شریف دس بارہ سال کی تھی جب آپ اُجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف ص ۳۰۱)

مدینہ طیبہ کے حضراتِ انصار رضی اللہ عنہم کاشتکار تھے اُن میں زیادہ تر وہ تھے کہ خود ہی کھیت کا تمام کام کرتے تھے۔ (بخاری شریف ص ۲۷۸)

حضراتِ مہاجرین جو کہ مکہ معظّمہ سے مدینہ آئے تھے زیادہ تر تجارت پیشہ تھے، چل پھر کر اپنا کاروبار کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف ص ۲۷۴، ص ۲۷۸)

تجارت اور تاجر :

تجارت باہمی تعاون کی ایک صورت ہے کیونکہ ایک گھرستی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ غلہ خریدنے کے لیے گاؤں میں کاشتکار کے پاس جائے اور گوشت کی ضرورت ہو تو خود بکری ذبح کرے کپڑا خریدنے کے لیے بنکر کے پاس پہنچے اور دوا میں گل بنفشہ یا گاؤ زبان کی ضرورت ہو تو وہ جنگل میں جا کر اِن دواؤں کو تلاش کرے، دوکاندار یہ خدمت انجام دیتا ہے کہ اِن چیزوں کو فراہم کرتا ہے اور ضرورت مند کو قیمت لے کر ضرورت کی چیز دے دیتا ہے، تاجر اگر اپنی حیثیت کو صحیح طور پر پہچانتا ہے تو اُس میں تعاون کا جذبہ ہونا چاہیے اور جس طرح اپنے نفع کا طلبگار ہو وہ خریدار کا بھی خیرخواہ اور

ہمدرد ہو، وہ اچھے سے اچھا مال لائے، احتیاط سے رکھے کوئی ملاوٹ اور کھوٹ اُس میں نہ کرے، مناسب نفع سے اس کو بیچے، دھوکہ نہ دے دغا نہ کرے، ہرگز ایسا نہ کرے کہ نمونہ ایک دکھادے مال دوسرا دے یا مثلاً دہرہ دون کے سیب کو کشمیر کا سیب بتائے یا چور بازاری کرے یا مال میں کوئی عیب یا نقص ہو تو اُس کو ظاہر نہ کرے، گاہک کو دھوکے میں رکھے یا ناواقف کی ناواقفیت سے فائدہ اُٹھا کر زیادہ کا مال کم میں خریدے، تاجر اگر اِن باتوں سے پرہیز کرتا ہے سچائی امانت اور ہمدردی سے کام کرتا ہے تو وہ خلقِ خدا کی بہت بڑی خدمت انجام دیتا ہے اُس کا مرتبہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بشارت دی ہے کہ قیامت کے روز اَنبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ .[1]

''تاجر جو سچائی سے کام لینے والا امانت دار ہو وہ انبیاء صدقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

لیکن اگر وہ سچائی اور امانت سے کام نہیں لیتا اور ان ممنوع باتوں کو کرتا ہے تو وہ سخت گنہگار اور مستحقِ عذاب ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا.[2] ''جو خیانت کرے وہ ہمارا نہیں۔'' نیز ارشاد ہوا : اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ .[3] جو خریداروں کی سہولت کے لیے دوسری جگہ سے مال لاکر گاہکوں کو دیتا ہے اُس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اور جو نفع کے لالچ میں ضرورت کے وقت مال روک لے وہ ملعون ہے۔

جو بھاؤ تاؤ کے وقت جھوٹ بولتا ہے اور قسم کھا کر گاہک پر رعب جماتا ہے تو اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلاً اُولٰٓئِکَ لَاخَلَاقَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ ص وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾ (سُورۃ اٰلِ عمران : ۷۷)

---

[1] ترمذی شریف ابواب البیوع رقم الحدیث ۱۲۰۹

[2] ترمذی شریف ابواب البیوع رقم الحدیث ۱۳۱۵

[3] سُنن ابن ماجہ کتاب التجارات رقم الحدیث ۲۱۵۳

''جولوگ اللہ کے عہد اور خود اپنی قسموں کے بدلہ میں لے لیتے ہیں (متاع دنیا کی) حقیر قیمت یہی وہ ہیں کہ آخرت میں اِن کا کوئی حصہ نہیں ہوگا نہ تو قیامت کے دن اللہ اِن سے کلام کرے گا نہ اِن پر اُس کی نظرِ التفات پڑے گی نہ گناہوں کی آلودگی سے پاک کیے جائیں گے اور اِن کے لیے عذاب ہوگا دردناک۔''

زراعت :

تجارت کے علاوہ دوسرے پیشوں کے متعلق بھی خاص خاص بشارتیں وارد ہوئی ہیں مثلاً زراعت کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَأْکُلُ مِنْہُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَھِیْمَۃٌ اِلَّا کَانَ لَہٗ بِہٖ صَدَقَۃٌ . (بخاری شریف کتاب المزارعة رقم الحدیث ۲۳۲۰)

''کوئی مسلمان کوئی پودا لگائے یا کھیت بوئے اُس سے کوئی پرندہ یا آدمی یا کوئی چوپایہ کچھ کھالے تو وہ اُس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔''

صنعت وحرفت :

دستکاروں کے متعلق ارشاد ہوا : اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ [1] ''اللہ تعالیٰ دستکار مسلمان سے محبت رکھتا ہے۔'' نیز ارشاد ہوا :

''کوئی شخص کوئی خوراک اُس سے بہتر نہیں کھا سکتا جو دستکاری سے حاصل کی گئی ہو اور حضرت داؤد علیہ السلام دستکاری کی آمدنی سے کھایا کرتے تھے۔'' [2]

کسبِ حرام :

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ لَا یَعْلَمُھَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الْمُشْتَبِھَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی

[1] جمع الفوائد کتاب البیوع رقم الحدیث ۴۵۶۸ [2] بخاری شریف رقم الحدیث ۲۰۷۲

الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوْقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا اِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.[۱]

''جو حلال ہے وہ کھلا ہوا ہے، وہ جو حرام ہے وہ کھلا ہوا ہے اِن دونوں کے درمیان کچھ ایسے معاملے ہیں جو مشتبہ ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا ظاہر نہیں، پس جس شخص نے شبہ کی چیزوں سے پرہیز کیا اُس نے اپنے دین اور آبرو کو بچا لیا اور جو شخص شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام ہی میں جا دھنسا جیسے کوئی چرواہا شاہی چراگاہ کے آس پاس اپنے مویشی چرائے تو خطرہ ہے کہ مویشی چرتے چرتے شاہی چراگاہ میں منہ ڈال بیٹھیں۔ یاد رکھو ! ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے دیکھو شہنشاہِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی گویا مخصوص چراگاہ محارم ہیں۔ یاد رکھو ! انسان کے بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو (جذباتِ) بدن کا عالَم بھی درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو جسمانی (خواہشات اور جذبات کا سارا) عالَم برباد ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو ! جسمِ انسان کا یہ چھوٹا سا ٹکڑا وہ ہے جسے قلب کہا جاتا ہے (جو بشری جذبات پر حکمران ہے)۔''

اکلِ حلال اور عبادات اور دُعا کی مقبولیت :

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ایک شخص پردیسی اور دُور دراز سفر میں مارا مارا پھر رہا ہے بال بکھرے ہوئے گرد سے اَٹے ہوئے وہ ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے اور پکارتا ہے یارب یارب مگر حالت یہ ہے کہ کھانا بھی حرام، پہننا بھی حرام، حرام ہی سے وہ پلا بڑھا ایسے شخص کی دُعا کیا قبول ہو۔[۲]

حرام مال سے صدقہ :

ارشادِ نبوی ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مالِ حرام سے صدقہ کیا جائے تو وہ قبول نہیں ہوتا اس

---

[۱] بخاری کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲ [۲] مشکوۃ کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۷٦۰

کے خرچ میں برکت نہیں ہوتی ترکہ رہ جائے تو وہ توشہ دوزخ۔ یاد رکھو ! خدا برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، برائی کو نیکیوں سے مٹاتا ہے۔[1]

مسئلہ : حرام مال جیسے بنک کا سود وغیرہ اپنے پاس نہ رکھے نہ اپنے خرچ میں لائے کسی ضرورت مند یا کسی ادارہ کو دے دے، ایسی رقم سے زکوۃ یا صدقہ فطر ادا نہیں ہوسکتا، مالِ حرام میں صدقہ کی نیت بھی گناہ ہے البتہ تعمیل حکم کا ثواب آپ کو ملے گا کہ ایسی رقم کو آپ نے اپنے پاس نہیں رکھا کسی کو دے کر اپنی مِلک سے نکال دیا، اِسی طرح رشوت حرام ہے رشوت کی رقم واپس کردینی چاہیے واپس نہ کرسکے تو کسی کو دے کر اپنی مِلک سے نکال دے۔

مال جمع کرنا اور کفایت شعاری :

بہت مشہور اِرشاد مبارک ہے :

اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ [2] وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ [3]

''تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ دو یہ بہتر ہے اِس سے کہ اُن کو کنگال چھوڑ و وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

''پہلے خرچ اُن پر کرو جن کا نان نفقہ تم پر واجب ہوتا ہے جو تمہارے عیال ہیں۔''

زکوۃ، صدقہ اور قرضِ حسنہ :

نبوت کا آغاز تھا مٹھی بھر مسلمان تھے بہت سے بہت چالیس ہوں گے جو سورۂ مزمل نازل ہوئی جس کی آخری آیت یہ ہے :

﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا﴾ (المزمل : ۲۰)

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۷۷۱

[2] بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۹۵

[3] بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۴۲۶

''نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسن دو اور جو کچھ تم خود اپنے نفع کے لیے آگے بھیج دو گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اِس سے بہت بہتر اور اجر میں بہت بڑھا ہوا پاؤ گے۔''

اس آیت میں دو مَد ذکر کیے گئے ''زکوۃ'' اور اللہ تعالیٰ کو ''قرضِ حسن'' یعنی زکوۃ کے علاوہ عطیہ وغیرہ، اُس وقت زکوۃ کا نصاب نہیں مقرر ہوا کہ کتنی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی اور کتنی واجب ہوگی اور مداتِ خرچ میں دو مد بہت اہم تھے :

☆ ایک غریب اور ضرورت مند مسلمانوں کی امداد۔

☆ دوسری جو غلام مسلمان ہو جائیں اُن کو مالکوں سے خرید کر آزاد کر دینا۔

اُس وقت کا معمول یہ تھا کہ ذاتی خرچ میں کفایت سے کام لیا جاتا اور جو کچھ بچتا وہ اگر ضرورت مند کو دیا گیا تو زکوۃ اور غلام کی خریداری وغیرہ پر خرچ کیا گیا جہاں زکوۃ کی رقم نہیں لگ سکتی وہ اللہ کے لیے قرض، تقریبًا پندرہ سال تک یہی معمول رہا۔

جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لے آئے اور مسلمانوں کو آزاد خود مختار زندگی گزارنے اور کاروبار کرنے کا موقع ملا تب زکوۃ کا نصاب مقرر کیا گیا کہ کم سے کم دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) کسی کے پاس اُس کی ضرورتوں سے فاضل ہو اور سال بھر رہے تو سال کے تمام پر اُس کا چالیسواں حصہ فقراء کو دیا جائے گا باقی رقم مالک رکھ سکتا ہے۔

تعلیمی اور تعمیری مَدات :

لیکن یہ زکوۃ و صدقہ فطر غریب فقراء اور ضرورت مند مسلمانوں کا مخصوص حصہ ہے، ملت کی دوسری ضرورتوں مثلاً مدرسین کی تنخواہوں، مدرسوں یا مسجدوں، مسافر خانوں، سڑکوں یا پلوں کی تعمیر یا اگر مسلمانوں کی حکومت ہو تو سامانِ جنگ کی فراہمی وغیرہ پر زکوۃ اور صدقات کی رقم خرچ نہیں کی جا سکتی اب اگر حکومت کے معینہ مدات کی آمدنی اِن ضرورتوں کے لیے کافی نہ ہو تو اصحابِ دولت پر فرض ہوگا

کہ اِن مدات کے لیے عطیات پیش کریں قرآنِ حکیم نے ان کو قرض اور انفاق فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا ہے یعنی جس طرح موجودہ حکومتیں قومی قرض لیتی ہیں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اِس طرح کا قرض مسلمان بھی دیں مگر فرق یہ ہے کہ موجودہ حکومتیں پبلک سے قرض سود کے وعدے پر لیتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرض دینے والے دولت مندوں کے پاس سے کچھ نہیں جاتا جو کچھ وہ دیتے ہیں وہ کچھ عرصہ کے بعد سود سمیت واپس آجاتا ہے یہ تمام قرض ٹیکس ادا کرنے والے غریبوں پر پڑتا ہے قرآنِ حکیم اِس طرح کے فریب کو گوارا نہیں کرتا وہ قرض کے بہانہ عوام پر بار نہیں ڈالتا بلکہ دولتمندوں پر ہی بار ڈالتا ہے اور اُن ہی کی گرہ سے لیتا ہے اور وعدہ یہ کرتا ہے کہ اِس کی ادائیگی دوسرے عالَم میں ہوگی جہاں سونے اور چاندی کا سکہ نہیں چلے گا بلکہ نیک کام، راہِ خدا میں خرچ اور جہاد فی سبیل اللہ وہاں کے سکے ہوں گے۔

البتہ امیروں اور دولت مندوں کو یہ سمجھاتا ہے کہ جو کچھ آپ سے قرض لیا جا تا رہا ہے اللہ کو اِس کی ضرورت نہیں ہے وہ تمہاری ہی ضرورتوں کے لیے ہے کیونکہ قومی اور ملی ضرورتیں تمہاری ہی ضرورتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی ضرورتیں نہیں، قوم کی ترقی ہوگی تو تمہاری بھی ترقی ہوگی قوم کا مفاد خود تمہارا مفاد ہے کیونکہ تمہارے ہی مجموعہ کا نام قوم ہے سورۂ محمد کی آخری آیتیں مطالعہ فرمائیے جن کا ترجمہ یہ ہے :

> ''ہاں دیکھو ! تم کو بلایا جاتا ہے کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں، پس بعض تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں (یاد رکھو) جو بخل کرتا ہے وہ بخل کرتا ہے خود اپنے سے (کیونکہ ملی اور قومی ضرورتیں خود تمہاری ضرورتیں ہیں) اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے (وہ بے نیاز ہے) محتاج خود تم ہی ہو (قوم کی ضرورتیں خود تمہاری ضرورتیں ہیں)۔
> یاد رکھو ! اگر تم رُوگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو پیدا کردے گا پھر تم جیسے نہ ہوں گے۔'' (سورۂ محمد : ۳۸)

جن کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت بخشی ہے جن کے پاس اپنے ذاتی خرچ کے بعد کچھ بچ رہتا ہے اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے تحفظ اور بقاء کی اُن کو بہرحال ضرورت ہے اگر اُن کی حکومت نہیں ہے

تو حکومت کا یہ کام خود ان کو کرنا ہے، اپنی عزت وعظمت اپنے علوم اپنی تہذیب وغیرہ کی حفاظت خود اُن کو کرنی ہے اگر دولتمندوں کے ضمیر اِس احساس سے محروم ہیں اپنی پونجی کی خیر منانا ہی وہ اپنا فرض سمجھتے ہیں تو وہ خود بھی ہلاکت کے گڑھے میں کود رہے ہیں اور قوم کو بھی ہلاکت کے راستہ پر چلا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۹۵)

''اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور مت ڈالو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں اور نیکی کرو اور یقیناً اللہ کی محبت ان ہی سے ہے جو نیکی کرنے والے ہیں۔''

ماں باپ :

(۱) ایک صاحب نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ماں باپ کا حق اولاد پر کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ دونوں تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔(ابن ماجہ شریف)

(۲) ارشاد ہوا : افسوس صد افسوس اور حسرت اُس پر جس کے ماں باپ زندہ ہوں اور وہ اُن کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کرلے۔(ترمذی شریف)

(۳) ایک روایت کا مضمون ہے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا مرنے سے پہلے ضرور کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔(مشکوۃ شریف اَز بیہقی)

بہن بھائی اور عام رشتہ دار :

(۱) جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور عمر میں برکت چاہتا ہو وہ اپنے کنبہ والوں سے اچھا سلوک کرتا رہے۔(صحاح)

(۲) ایک حدیث کا مضمون ہے کہ بغاوت اور رشتہ داروں سے بدسلوکی تمام گناہوں میں سب سے زیادہ اس کی مستحق ہیں کہ آخرت میں جو کچھ عذاب ہوگا وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن اِس دنیا میں بھی اِس کی سزا ملتی ہے۔

پڑوسی :

(۱) ارشاد ہوا : خدا کی قسم مومن نہیں، خدا کی قسم مومن نہیں، خدا کی قسم مومن نہیں ! عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ ؟ فرمایا جس کا پڑوسی اُس کی ایذاء سے محفوظ نہ رہے۔(بخاری شریف ص ۸۸۹)

(۲) ارشاد ہوا : جبرئیل علیہ السلام برابر پڑوسی کے حق میں مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ شاید اِس کو وارث بنا دیا جائے گا۔ [۱]

(۳) وہ شخص مومن کہلانے کے قابل نہیں جو اپنا پیٹ بھر لے اور اُس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔ [۲]

عام مسلمان اور عام انسان :

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مسلم وہ ہے کہ اُس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کے خطرہ سے تمام انسان محفوظ رہیں (کسی کو اُس کی طرف سے برائی کا خطرہ نہ ہو)۔ [۳]

ارشاد ہوا : زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔(ترمذی شریف ص ۱۴)

عام جاندار :

ارشاد ہوا : ہر تر جگر والے پر رحم کرنے میں ثواب ہے۔(بخاری شریف ص ۸۸۹)

(جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔(اِدارہ)

---

[۱] مسلم شریف ج ۲ ص ۳۲۹ ، بخاری شریف ص ۸۸۹ [۲] مشکوۃ بحوالہ بیہقی [۳] ترمذی شریف

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۵

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

بیمار، تیمارداری، مزاج پُرسی :

مسلمان اگر اللہ کا ہو کر رہے یعنی صرف نام کا مسلمان نہ ہو بلکہ صورت سے بھی مسلمان ہو اور سیرت سے بھی، جس کا مطلب یہ ہے کہ پابندِ شریعت ہو اور احکامِ الٰہی کی تعمیل کو زندگی کا نصب العین بنا چکا ہو تو اُس کے لیے جس طرح راحت وآرام اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، بیماری اور تکلیف بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کیونکہ مسلمان کو کوئی بھی محنت اُٹھانی پڑتی ہے یا طبیعت خراب ہو جاتی ہے یا کسی بات کی فکر ہوتی ہے یا کسی بات پر افسوس ہوتا ہے یا کوئی اذیت پہنچتی ہے یا کوئی اُلجھن اور پریشانی پیش آتی ہے حتی کہ کوئی کانٹا یا پھانس لگ جاتی ہے تو اِن تمام باتوں میں اُس کی غلطیوں کا کفارہ ہوتا ہے۔[۱]

---

[۱] بخاری شریف کتاب المرضٰی رقم الحدیث ۵۶۴۱

اور اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے موسمِ خزاں میں درخت کے پتے۔ ۱

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی درجہ بخشا چاہتا ہے اور اُس کے عمل اِس قابل نہیں ہوتے تو کسی تکلیف یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے اُس کو وہ راضی برضاءِ مولیٰ ہمت حوصلہ اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ اُس بلند درجہ پر فائز ہو جاتا ہے (جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے تجویز فرمایا ہے)۔ (ابوداؤد شریف)

اور کسی کا یہاں تک درجہ بڑھتا ہے اور گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے کہ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ مَا لَہٗ ذَنْبٌ ۲ زمین پر وہ اِس حالت میں چلتا ہے کہ کوئی گناہ اُس کا باقی نہیں رہتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ بیماری کے زمانہ کے لیے زمانہ صحت میں توشہ لے لو، اِس کی وضاحت یہ ہے کہ بیماری یا سفر کے باعث اپنے معمولات پر عمل نہیں کر سکا، مثلاً نماز میں جماعت کا پابند تھا یا تہجد کا یا مثلاً پیر اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھنے کا عادی تھا، بیماری یا سفر کے باعث وہ اپنا یہ معمول پورا نہیں کر سکا تو نامۂ اعمال میں یہ خانہ خالی نہیں رکھا جائے گا بلکہ عمل کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ ۳

دوا اور دُعا :

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَآءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَآءً ۴ ''نہیں نازل کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض مگر نازل کر دی اُس کے لیے شفاء'' چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بہت سے امراض کے علاج اور بہت سی دواؤں کی تاثیریں ارشاد فرمائی ہیں چنانچہ علماء کرام نے طبِ نبوی پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا اعتماد دوا سے زیادہ دُعا پر تھا کیونکہ جب دینے والا اللہ ہی ہے تو اصل چیز دُعا ہوگی، دوا محض ایک بہانہ اور دل کا بہلاوا ہوگا۔

عام طور پر آپ کی دُعا اپنے لیے بھی ہوتی تھی اور جب کسی کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جاتے تب بھی دُعا فرماتے تھے۔

---

۱ بخاری شریف کتاب المرضٰی رقم الحدیث ۵۶۴۷ ۲ مشکوۃ شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۵۶۲ ۳ مشکوۃ شریف ۴ مشکوۃ شریف کتاب الطب رقم الحدیث ۵۶۷۸

اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُ کَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا. (بخاری شریف کتاب الطب رقم الحدیث ۵۷۵۰)

بیمار کو آپ ہدایت فرماتے کہ جہاں تکلیف ہے وہاں اپنا ہاتھ رکھیں پھر تین دفعہ بسم اللہ پڑھیں اُس کے بعد سات مرتبہ یہ دُعا پڑھیں : اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ . ۱؎

آنحضرت ﷺ رات کو سوتے وقت معوّذات یعنی ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ،قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ یہ تینوں سورتیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور بدن کے اگلے حصہ پر جہاں جہاں ہاتھ پہنچ سکتا ہاتھ پھیرتے تھے، طبیعت خراب ہوتی تب بھی آپ اسی طرح کرتے تھے۔ ۲؎

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مرض الوفات میں آنحضرت ﷺ کی کمزوری بڑھ گئی تو میں یہ تینوں سورتیں پڑھتی تھی اور اپنے ہاتھ کے بجائے آقائے دوجہاں ﷺ کے دستِ مبارک پر دم کر دیتی تھی اور حضور ﷺ ہی کے دستِ مبارک آپ کے جسمِ اطہر پر پھیرتی تھی کیونکہ آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک میرے ہاتھوں سے کہیں زیادہ بابرکت تھے۔ ۳؎

مزاج پُرسی اور تیمارداری :

☆ رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد ہے مسلمان کے حقوق جن کی ادائیگی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے پانچ ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مزاج پُرسی کے لیے جانا (۳) جنازہ کے ساتھ جانا (۴) دعوت منظور کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری و مسلم)

☆ رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا : قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کر کے فرمائے گا میں بیمار پڑا تو مزاج پوچھنے بھی نہیں آیا ! بندہ عرض کرے گا خداوندا تو رب العالمین ہے آپ کے ساتھ بیمار پُرسی کا کیا جوڑ ! تصور میں نہیں آسکتا کہ پروردگارِ عالم بیمار ہو اور کوئی بندہ اُن کو پوچھنے جائے، حضرتِ حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہوگا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اُسے پوچھنے جاتا تو مجھے اُس کے پاس پاتا۔

۱؎ مسلم شریف کتاب السلام رقم : ۲۲۰۲ ۲؎ بخاری شریف کتاب الطب رقم : ۵۷۴۸

۳؎ مسلم شریف کتاب السلام رقم الحدیث : ۲۱۹۲

☆ ارشاد ہوا ایک مسلمان جب مسلمان بھائی کی مزاج پُرسی کے لیے جاتا ہے تو جب تک وہ اُس کے پاس رہے وہ جنت کے باغیچہ میں ہے (مسلم شریف) جب جاتا ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے

طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا . (ابن ماجه رقم الحديث ۱۴۴۳)

''تم مبارک، تمہارا چلنا مبارک، تم نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا۔''

مزاج پُرسی کے آداب : آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

(۱) جب بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو اُس کے حق میں اچھی باتیں ہی کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اُس پر آمین کہتے رہتے ہیں۔ (مسلم شریف ص ۳۰۰)

(۲) مریض کو اطمینان دلاؤ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ [۱] کوئی خطرہ یا فکر کی بات نہیں ہے بیماری تو گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔

(۳) بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے مزاج پُرسی کے لیے جاؤ۔

(۴) ثواب کی نیت رکھو۔

(۵) ہمدردی ظاہر کرو مثلاً نبض یا کلائی پر ہاتھ رکھ کر کیفیت معلوم کرو۔

(۶) اور یہ دعا پڑھو : اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

(۷) مریض کے لیے بھی دعا کرو اللہ آپ کو جلد صحت بخشے اور خود اپنے لیے بھی دُعا کی درخواست کرو

(۸) زیادہ دیر نہ بیٹھو البتہ مریض اگر چاہے اور اُس کو آپ سے دلچسپی ہو تو مریض کی مرضی کے بموجب کچھ دیر بیٹھ بھی سکتے ہو۔

(۹) معمولی مرض میں ایک دو روز بعد مزاج پُرسی کے لیے جاؤ، روزانہ نہیں بلکہ ناغہ کر کے مزاج پُرسی کے لیے جاؤ، آنحضرت ﷺ کا طریقہ یہی تھا۔ (شرح سفر السعادات ص ۲۵۰)

۞ ۞ ۞ (جاری ہے) ۞ ۞ ۞

---

[۱] بخاری شریف کتاب المرضی رقم الحدیث ۵۶۶۲

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۶

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کردیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

نذر اور منت :

آپ نے زبان سے کہا کہ اے اللہ اگر فلاں بیمار اچھا ہوجائے یا فلاں کام ہوجائے تو میں تیرے نام کا بکرا ذبح کروں گا یا فلاں کارِ خیر میں اتنی رقم خرچ کروں گا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ خرچ کرنا یا یہ ذبح کرنا حکمِ خدا کو نہیں بدل سکتا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ نذر اور منت کے بعد بھی وہی ہوتا ہے جو مقدر ہوتا ہے البتہ نذر اِس کی علامت ہے کہ اِس کا دل پسیجا یہاں تک کہ وہ اس خرچ کے لیے آمادہ ہوگیا جس کا پہلے ارادہ نہیں تھا جس کے خرچ کرنے میں بخل کر رہا تھا۔[۱]

دل کا نرم پڑنا، پسیجنا، گڑگڑانا یہ ہے اصل جوہر، اللہ تعالیٰ کے یہاں اِسی کی قدر ہے حتی کہ واجب قربانی جو آپ بقرعید کے موقع پر کرتے ہیں اُس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

---

[۱] بخاری شریف کتاب الایمان و النذور رقم الحدیث : ۶۶۹۴

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾ (سُورۃ الحج : ۳۷)

''اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اِن (قربانیوں) کا گوشت پہنچتا ہے نہ اِن کا خون البتہ اللہ کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔''

مختصر یہ کہ دل سے گڑگڑانا اور جیب سے خرچ کرنا، یہ ہے اصل نذر اور منت جو خدا کے فضل وکرم سے اپنی تاثیر ظاہر کرتی ہے اور مانگنے والے کی مراد پوری ہوتی ہے جبکہ نذر میں ذبح یا خرچ کرنے کے ساتھ دل کا متاثر ہونا اور گڑگڑانا بھی ضروری ہے تو یاد رکھو یہ خرچ یہ ذبح اللہ ہی کے نام پر ہونا چاہیے اور یہ رونا اور گڑگڑانا خدا کی بارگاہ میں ہونا چاہیے کسی دوسرے کے نام پر خرچ کرنا یا ذبح کرنا یا کسی اور کے سامنے گڑگڑانا اور اُس سے دعائیں مانگنا نذر اور منت کی رُوح اور جوہر کے خلاف، شرک اور غیر اللہ کی پرستش ہے لہٰذا اِس طرح منت ماننا گناہ ہے اور عذاب کا کام ہے۔ (معاذ اللہ)

حضراتِ فقہاء کرام کی تصریحات ملاحظہ فرمایئے البحر الرائق میں ہے :

اَمَّا النَّذْرُ الَّذِیْ یَنْذِرُہٗ اَکْثَرُ الْعَوَامِّ عَلٰی مَا ھُوَ مُشَاھَدٌ کَاَنْ یَّکُوْنَ لِاِنْسَانٍ غَائِبٌ اَوْ مَرِیْضٌ اَوْلَہٗ حَاجَۃٌ ضَرُوْرِیَّۃٌ فَیَاْتِیْ بَعْضَ مَزَارَاتِ الصُّلَحَاءِ فَیَجْعَلُ سِتْرَہٗ عَلٰی رَأسِہٖ فَیَقُوْلُ یَاسَیِّدِیْ فُلَانٌ اِنْ رُدَّ غَائِبِیْ اَوْ عُوْفِیَ مَرِیْضِیْ اَوْ قُضِیَتْ حَاجَتِیْ فَلَکَ مِنَ الذَّھَبِ کَذَا اَوْ مِنَ الْفِضَّۃِ کَذَا اَوْ مِنَ الطَّعَامِ کَذَا اَوْ مِنَ الْمَاءِ کَذَا اَوْ مِنَ الشَّمْعِ کَذَا اَوْ مِنَ الزَّیْتِ[1] کَذَا فَھٰذَا النَّذْرُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ ، لِوُجُوْہٍ : مِنْھَا اَنَّہٗ نَذْرُ مَخْلُوْقٍ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا تَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ وَمِنْھَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَہٗ مَیِّتٌ وَالْمَیِّتُ لَا یَمْلِکُ وَمِنْھَا اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِعْتِقَادُہٗ ذٰلِکَ کُفْرٌ الخ . (البحر الرائق ج۲ ص ۳۱۷)

''وہ جو اکثر عوام منت مانتے ہیں جس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کا کوئی آدمی غائب ہوگیا ہو یا کوئی عزیز بیمار ہو یا اور کوئی ضروری حاجت ہو تو وہ صلحاء (اولیاء اللہ) کے مزارات پر آتے ہیں اور اُس کے پردہ کو اپنے سر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

---

[1] پہلے زمانہ میں بجلی ایجاد نہیں ہوئی تھی اس لیے شمع چراغ اور ڈالنے کے لیے تیل دیا کرتے تھے۔

اے فلاں حضرت اگر میرا عزیز جو غائب ہے وہ واپس آ گیا یا میرا عزیز جو بیمار ہے اچھا ہو گیا یا میری یہ ضرورت پوری ہو گئی تو میں آپ کے لیے (آپ کے نام کا) اتنا سونا پیش کروں گا یا اتنا کھانا کھلاؤں گا یا اتنا پانی پلاؤں گا (سبیل لگاؤں گا) یا اتنی موم بتیاں دُوں گا یا اتنا تیل دُوں گا پس یہ منت باطل ہے غلط اور ناجائز ہے علماء کا اِس پر اتفاق ہے ایسے منتوں کے باطل ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں :

ایک یہ کہ وہ نذر اور منت ہے مخلوق کے لیے اور مخلوق کے لیے منت ماننا جائز نہیں کیونکہ نذر اور منت عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لیے نہیں ہوتی۔

ایک وجہ یہ ہے کہ جس کے لیے منت مانی جا رہی ہے (کہ آپ کو اتنا سونا دُوں گا) وہ میت ہے میت مالک نہیں ہوتا اُس کو دینے کے کوئی معنی نہیں۔

ایک یہ کہ یہ تصور کرنا کہ میت (اور جس کے نام کی منت مانی جا رہی ہے وہ) ہونے والے اُمور میں اللہ سے الگ رہ کر تصرف کرتا ہے، اور اِس کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ معاذ اللہ !

نذر کا صحیح طریقہ :

قَالَ یَا اَللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْ رَدَدْتَّ غَائِبِیْ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتِیْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَةِ نَفِیْسَة اَوِ الْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیْ اَوِالْاِمَامِ اَبِی اللَّیْثِ اَوِاَشْتَرٰی حَصِیْرًا لِمَسَاجِدِھِمْ اَوْ زَیْتًا لِوَقُوْدِھَا اَوْ دَرَاھِمَ لِمَنْ یَّقُوْمُ بِشَعَائِرِھَا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِکْرُ الشَّیْخِ اِنَّمَا ھُوَ مَحَلٌّ لِصَرْفِ النَّذْرِ لِمُسْتَحِقِّیْہِ الْقَاطِنِیْنَ بِرِبَاطِہٖ اَوْمَسْجِدِہٖ اَوْ جَامِعِہٖ فَیَجُوْزُ بِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ اِذْ مَصْرَفُ النَّذْرِ الْفُقَرَاءُ وَقَدْ وُجِدَ الْمَصْرَفُ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُصْرَفَ ذٰلِکَ لِغَنِیٍّ غَیْرِ مُحْتَاجٍ وَلَا لِشَرِیْفٍ مَنْصَبٍ لِاَنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَہُ الْاَخْذُ مَالَمْ یَکُنْ مُحْتَاجًا اَوْ فَقِیْرًا وَلَا لِذِی النَّسَبِ لِاَجْلِ نَسَبِہٖ مَالَمْ یَکُنْ فَقِیْرًا وَلَا لِذِیْ عِلْمٍ لِاَجْلِ عِلْمِہٖ مَا لَمْ یَکُنْ فَقِیْرًا وَلَمْ یَثْبُتْ فِی الشَّرْعِ جَوَازُ الصَّرْفِ

لِلْاَغْنِیَاءِ لِلْاِجْمَاعِ عَلٰی حُرْمَةِ النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا یَنْعَقِدُ وَلَا تَشْتَغِلُ الذِّمَّةُ بِهٖ وَلِأَنَّهٗ حَرَامٌ بَلْ سُحْتٌ وَلَا یَجُوْزُ لِخَادِمِ الشَّیْخِ اَخْذُهٗ وَلَا اَکْلُهٗ وَلَا التَّصَرُّفُ فِیْهِ بِوُجُوْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ فَقِیْرًا وَلَهٗ عِیَالٌ فُقَرَاءُ عَاجِزُوْنَ عَنِ الْکَسْبِ وَهُمْ مُضْطَرُّوْنَ فَیَأْخُذُوْنَهٗ عَلٰی سَبِیْلِ الصَّدَقَةِ الْمُبْتَدَأَةِ فَاَخْذُهٗ اَیْضًا مَکْرُوْهٌ مَالَمْ یَقْصِدْ بِهِ النَّاذِرُ التَّقَرُّبَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَصَرْفَهٗ اِلَی الْفُقَرَاءِ وَیَقْطَعُ النَّظْرَ عَنْ نَذْرِ الشَّیْخِ فَاِذَا عَلِمْتَ هٰذَا فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَغَیْرِهَا وَیُنْقَلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ تَقَرُّبًا اِلَیْهِمْ فَحَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ مَالَمْ یَقْصِدُوْا بِصَرْفِهَا لِلْفُقَرَاءِ الْاَحْیَاءِ قَوْلًا وَاحِدًا .(البحر الرائق ج۲ ص ۳۱۷)

''البتہ اگر یہ کہا ہے اے میرے اللہ تیرے لیے منت کرتا ہوں (نذر کرتا ہوں) کہ اگر تو نے میرے بیمار کو شفا دے دی یا جو میرا عزیز غائب ہے اُسے واپس پہنچا دیا یا میری ضرورت پوری کر دی تو میں اُن فقیروں کو جو (مثلاً) سیّدہ نفیسہ کی ڈیوڑھی پر رہتے ہیں یا اُن فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو امام شافعی رحمہا اللہ یا اِمام ابولیثؒ کی ڈیوڑھی پر رہتے ہیں یا اُن کی مسجدوں کے لیے چٹائیاں خریدوں گا یا اُن مسجدوں کے چراغوں کے لیے تیل دُوں گا یا جو اِن درگاہوں میں خدمات انجام دیتے ہیں (خدام یا منتظمین) کو اتنے درہم دُوں گا (وغیرہ وغیرہ) یعنی منت اس طرح مانتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نفع اور فائدہ فقراء کو پہنچے اور نذر اللہ کے لیے ہو اور اُس شیخ یا ولی اللہ کا ذکر اِس منت یا نذر کی چیز کے خرچ کرنے کے مصرف کے طور پر ہو کہ جو ضرورت مند مستحق امداد اس شیخ کی درگاہ یا اُس کی مسجد میں یا اُس کے مدرسے میں رہتے ہیں تو اِس نیت کے ساتھ نذر جائز ہوگی اس لیے کہ نذر کا مصرف فقیر اور ضرورت مند ہوا کرتے ہیں وہ یہاں ہیں ان ہی پر منت کی چیز خرچ کی جائے گی۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ منت (چڑھاوے) کی یہ چیز کسی غنی کو دی جائے جو

ضرورت مند نہ ہو، نہ اُس منصب کے عہدہ دار (نگرانِ خانقاہ) کو دی جا سکتی ہے کیونکہ اس منصب دار کے لیے جو خود ضرورت مند اور فقیر نہ ہو یہ چیز جائز نہیں ہے، نہ نسبی تعلق رکھنے والے (اُس شیخ یا ولی اللہ کے صاحبزادگان) کو اگر وہ ضرورت مند اور فقیر نہ ہوں تو صاحبزادگی کی بنا پر، یا کسی عالم کو جو فقیر اور ضرورت مند نہ ہو صرف عالم ہونے کی بنا پر یہ رقم یا منت کی یہ چیز لینی جائز نہیں ہے۔ اور شریعت میں مستغنی لوگوں پر جو ضرورت مند نہ ہوں صَرف کرنے کا جواز ثابت نہیں ہے کیونکہ مخلوق کے لیے منت ماننے کے حرام ہونے پر اجماع ہے، یہ نذر اور منت ہوتی ہی نہیں ہے تو یہ چیز منت ماننے والے ہی کی رہتی ہے اور اس لیے یہ حرام بلکہ سُحت[1] ہے اور شیخ کے خادم کے لیے بھی اِس کا لینا اِس کا کھانا اِس میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خادم فقیر اور ضرورت مند ہو اُس کے فقیر اور ضرورت مند عیال (بال بچے) ہوں جو کسب کرنے اور کمانے کے قابل نہ ہوں اور وہ مضطر ہوں تو وہ اِس کو ایک الگ صدقہ کے طور پر لے سکتے ہیں گویا ابتدا سے ان ہی کو یہ چیز صدقہ کے طور پر دی گئی ہے، یہ ضرورت مند مضطر لوگ یہ نذر کی چیز لے سکتے ہیں مگر اِس میں کراہیت پھر بھی رہے گی جبکہ منت ماننے والے نے اِس منت سے تقرب اِلی اللہ کی اور اِس چیز کو فقراء (ضرورت مندوں) پر خرچ کرنے کی نیت نہ کی ہو۔

جب یہ بات جان لی تو یہ بھی سمجھ لیجئے کہ یہ جو منت اور نذر کی چیزیں مثلاً درہم یا موم بتی یا تیل لی جاتی ہیں اور اِن کو اولیاء اللہ کی درگاہوں کی جانب منتقل کیا جاتا ہے تاکہ اِن اولیاء کا تقرب اور اِن کی خوشنودی حاصل ہو تو یہ حرام ہے اِس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے، جب تک زندہ فقیروں (ضرورت مند لوگوں) پر خرچ کرنے کی نیت نہیں ہوتی، جائز نہیں ہوتی۔''

[1] سود

شرطیں :

نذر اور منت کے جائز ہونے کی چار شرطیں ہیں ذیل کی تصریح میں مطالعہ فرمائیے :

اَلْاَصْلُ اَنَّ النَّذْرَ لَا یَصِحُّ اِلاَّ بِشُرُوْطٍ. اَحَدُھَا اَنْ یَّکُوْنَ الْوَاجِبُ مِنْ جِنْسِہٖ شَرْعًا فَلِذٰلِکَ لَمْ یَصِحَّ النَّذْرُ بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ . وَالثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مَقْصُوْدًا لَا وَسِیْلَةً فَلَمْ یَصِحَّ النَّذْرُ بِالْوُضُوْءِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ . وَالثَّالِثُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ وَاجِبًا فِی الْحَالِ اَوْ فِیْ ثَانِی الْحَالِ فَلَمْ یَصِحَّ لِصَلٰوةِ الظُّھْرِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْمَفْرُوْضَاتِ. وَالرَّابِعُ اَن لَّا یَکُوْنَ الْمَنْذُوْرُ مَعْصِیَةً بِاِعْتِبَارِ نَفْسِہٖ. الفتاوی الھندیه المعروف بفتاوی عالمگیریه . (البحرالرائق ج۲ ص ۳۱۶)

''اصل بات یہ ہے کہ نذر چند شرطوں کے بغیر صحیح نہیں ہوتی :

ایک یہ کہ جس (عمل) کی نذر کی جارہی ہے وہ ایسے فعل کا ہم جنس ہو جس کو شرعًا وجوب کا درجہ حاصل ہو جاتا ہو لہٰذا عیادتِ مریض کی نذر صحیح نہیں ہوگی کہ فلاں کام ہو گیا تو میں بیمار کی مزاج پرسی کے لیے جاؤں گا کیونکہ مزاج پرسی کوئی شرعی فرض نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ فعل ایسا ہو جو نظر شریعت میں مقصود ہوتا ہو اُس کی صرف یہ حیثیت نہ ہو کہ کسی دوسری عبادت کا صرف وسیلہ بن جاتا ہو لہٰذا وضو یا سجدہ تلاوت کو منت میں پیش کرنا صحیح نہیں ہوگا کہ یہ کام ہو جائے تو وضو کروں گا کیونکہ وضو صرف وسیلہ ہے مستقل عبادت نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ اُس وقت یا دوسرے وقت یہ فعل واجب نہ ہوتا ہو لہٰذا نمازِ ظہر وغیرہ فرائض کی نیت مانی صحیح نہیں ہوگی۔

چوتھے یہ کہ یہ فعل معصیت نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ یہ کام ہو گیا تو میں ناچ کراؤں گا فلاں پیر کی قبر پر جا کر سجدہ کروں گا (ایسی نذر قابلِ اعتبار نہیں بلکہ گناہِ عظیم ہے)۔''

وصیت :

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کسی مسلمان کو اگر کچھ وصیت کرنی ہے تو اُس کو حق نہیں ہے (اُس کے لیے مناسب نہیں ہے) کہ وصیت لکھے بغیر دو راتیں بھی گزارے[۱] یعنی واجب الادا قرض امانت وغیرہ ہر وقت درج رہنی چاہئیں۔

(۲) ارشاد ہوا کوئی مرد یا عورت عمر کے ساٹھ سال اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزار دے جب مرنے کا وقت آئے تو کوئی ایسی وصیت کردے جس سے کسی صاحبِ حق کا حق فوت ہوتا ہو تو اِس ساٹھ سالہ اطاعت شعار کے لیے نارِ جہنم لازمی ہو جائے گی۔ (مشکوۃ شریف بحوالہ مسند احمد)

(۳) ارشاد ہوا جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کردے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کی میراث سے محروم کردے گا۔ (ابن ماجہ شریف)۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

[۱] بخاری شریف

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط :۷

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات و مکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ ﴾

دم واپسیں آخری وقت :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

(۱) مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنتی ہے۔[۱]

(۲) دوسرا اِرشاد ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مرنے والے کو لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو[۲]

تلقین کا وقت اور طریقہ :

جب وفات کے آثار نظر آئیں تو حاضرین کو چاہیے مریض کے پاس بیٹھ کر کسی قدر بلند آواز سے

---

[۱] ابوداؤد شریف [۲] مسلم شریف

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں تاکہ یہ کلمہ سن کر مریض بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اُس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو یہ اِس نازک وقت میں رخصت ہونے والے کی مدد ہے۔

یہ خیال رہے کہ مرنے والے سے فرمائش نہ کی جائے کہ کلمہ پڑھو کیونکہ یہ ایک نہایت کٹھن وقت ہوتا ہے نہ معلوم اُس کی زبان سے کیا نکل جائے، جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو پھر آپ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مقصد حاصل ہو چکا ہے، ہاں اگر وہ کوئی اور بات کرلے تو پھر تلقین شروع کردو یعنی کلمہ بلند آواز سے پڑھنے لگو تاکہ وہ بھی دوہرادے اور اُس کی آخری بات کلمہ طیبہ ہو۔

علماء نے فرمایا ہے کہ جب سانس اُکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑجائیں کہ کھڑی نہ ہوسکیں یا ڈھلک جائیں اور ناک ٹیڑی ہوجائے اور کنپٹیں بیٹھ جائیں تو سمجھو کہ موت آگئی اُس وقت کلمہ بلند آواز سے پڑھنا شروع کردو اور چہرہ قبلہ رخ کردو۔ (دُرمختار)

(۳) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : اِقْرَاُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ [1] "مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھو۔" جب مر جائے تو آنکھیں بند کردو اور کسی کپڑے سے اُس کا منہ اِس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوری کے نیچے سے نکال کر اُس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو تاکہ منہ پھیل نہ جائے اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں۔

(۴) جب آنکھیں بند کریں تو آنکھیں بند کرنے والا یہ پڑھے :

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ . اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَآءِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ مِنْہُ . (دُر مختار)

"اللہ کے نام پر، رسول کی ملت پر، اے اللہ اس کا معاملہ آسان کردے اور جو کچھ بعد میں آئے اُس کو سہل کردے اور اپنے دیدار کی سعادت اس کو عطا فرما اور جہاں یہ جارہا ہے اُس کو اِس سے بہتر بنادے جہاں سے جارہا ہے۔"

دعاء کے یہ کلمات یاد نہ ہوں تو اِن کا مضمون اپنی زبان میں ادا کردے۔

---

[1] ابوداؤد و اِبن ماجہ وغیرھما

(۵) وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کے جسد مبارک پر حبری چادر ڈال دی گئی تھی۔[۱]

خاص طرح کی چادریں حبر (یمن) میں بنتی تھیں ان کو ''حبری'' کہا جاتا تھا، بہرحال چادر کی نوعیت مقصود نہیں ہے، مقصود یہ ہے کہ بدن پر کپڑا ڈال کر اُس کو چھپا دیا جائے۔

تلاوتِ قرآن شریف :

ایصالِ ثواب کے لیے قرآنِ پاک کی تلاوت کی جائے مگر جب تک میت کو غسل نہ دیدیا جائے میت کے پاس قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

تجہیز و تکفین : میت کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

عَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَھْرَانَیْ اَھْلِهٖ.[۲]

''عجلت سے کام لو مسلمان کی میت کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ گھر والوں کے بیچ میں روک رکھی جائے۔''

غسل اور کفن کے مسائل عام طور پر معلوم ہوتے ہیں یہاں تحریر کی ضرورت نہیں ہے[۳] چند حدیثیں پیش کی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔

دیر مت لگاؤ : آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

(۱) میت کو روک کر مت رکھو، اس کے کام میں دیر مت لگاؤ، اس کو ایسی رفتار سے قبرستان لے جاؤ کہ (دوڑنے کی صورت تو نہ ہو البتہ) قدم تیزی سے اُٹھ رہے ہوں، دفن کرنے کے بعد قبر کے سراہنے سورہ بقرہ کی شروع کی آیتیں پڑھو اور پیروں کی طرف سورہ بقرہ کی آخر کی آیتیں۔ (مشکوة بحوالہ بیہقی)

(۲) نیز ارشاد گرامی ہے :

جنازہ کو تیز رفتار سے لے جاؤ کیونکہ اگر اچھا آدمی ہے تو اُس کو خیر اور بہترائی کی طرف لے

---

[۱] بخاری شریف وغیرہ [۲] ابو داوٗد شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۳۱۵۹ [۳] بہشتی زیور میں یہ مسائل بہت عمدگی سے بیان کیے گئے ہیں ملاحظہ فرمائیے حصہ دوم نہلانے کا بیان، کفنانے کا بیان۔

جا رہے ہو، اس کو اس بہتر مقام کی طرف جلد پہنچا دو اور اگر (معاذ اللہ) برے آدمی کا جنازہ ہے تو یہ ایک شر ہے اس کو اپنی گردنوں (مونڈھوں) کے اُوپر سے جلد اُتار دو۔ [1]

جنازہ کے ساتھ جانا :

ارشاد مبارک ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لاتے ہوئے ثواب کی نیت سے جنازہ کے ساتھ چلے، نمازِ جنازہ پڑھے اور جب تک دفن سے فارغ ہو وہ ساتھ رہے تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا، ہر ایک قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور نماز کے بعد دفن سے پہلے واپس ہو جائے تو ثواب کا ایک قیراط ملے گا [2] اگر اہلِ میت سے تعلق ہے تو اجازت لے کر واپس ہونا چاہیے۔ [3]

نیز ارشاد ہوا : جو جنازہ کے ساتھ گیا اور تین دفعہ اُٹھایا (کندھا دیا) اُس نے جنازہ کا وہ حق ادا کر دیا جو اُس کے ذمہ تھا۔ (ترمذی شریف ص ۱۲۴)

جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے بلند آواز سے تسبیح یا تکبیر مکروہ ہے البتہ آہستہ آہستہ پڑھ سکتا ہے یہ دعا منقول ہے :

سُبْحَانَ مَنْ قَهَرَ عِبَادَهٗ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ وَتَفَرَّدَ بِالْبَقَاءِ سُبْحَانَ الْحَيُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ [4]

''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر مسلط کر دیا موت اور فنا کو یعنی ان کے لیے موت اور فنا کا دستور رکھا اور بقاء اپنے لیے مخصوص کی، پاک ہے وہ ذات کہ زندگی حقیقی اُسی کی ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔''

نمازِ جنازہ :

ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المومنین آپ لوگ اپنی کتاب قرآن شریف میں ایک آیت پڑھا کرتے ہیں، اگر یہ آیت ہم پر یعنی یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن عید منایا کرتے ! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کون سی آیت ہے ؟

---

[1] بخاری و مسلم وغیرہما [2] بخاری و مسلم وغیرہما [3] بزازیہ [4] فتاوی بزازیہ علی ہندیہ ج۴ ص۹۰

یہودی نے کہا سورۂ مائدہ کی یہ آیت ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾[1] ''آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کیا تمہارے لیے دینِ اسلام۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں وہ دن بھی معلوم ہے جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اور وہ جگہ بھی معلوم ہے جہاں یہ آیت نازل ہوئی تھی حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ عرفات میں رونق افروز تھے وہاں یہ آیت نازل ہوئی تھی، دن جمعہ کا تھا۔

یعنی ہم نے اپنی طرف سے اُس دن عید نہیں منائی بلکہ نزول ہی اس دن اور اس مقام پر ہوا جو نہایت متبرک ہے، ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کا) متبرک (دن)، مقامِ عرفات متبرک اور جمعہ کا دن متبرک۔

غرض اسی دینِ مکمل کا ایک کمال یہ ہے کہ مرنے کے بعد مردے کا یہ اعزاز ہو رہا ہے، غسل دیا گیا کفن پہنایا گیا اب سب مل کر صفین باندھ کر اس کے لیے دعا کر رہے ہیں اوّل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پھر آنحضرت ﷺ پر درود پھر میت کے لیے دعا پھر تکبیر کہتے ہوئے سلام پھیر رہے ہیں اور رخصت ہونے والے کو رخصت کر رہے ہیں، یہ ہے دینِ مکمل کی مکمل تعلیم۔

لیکن نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم ہی میں کچھ وہ ہیں جو نیکی اور دینداری کا دعوی کرتے ہوئے اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ معاذ اللہ دین کی تعلیم مکمل نہیں ہے اس لیے چپپی لگانے کی ضرورت ہے مثلاً نمازِ جنازہ کے بعد فاتحہ پڑھایا جاتا ہے کچھ اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں جو نہ حدیث کی کتابوں میں ہیں نہ فقہ کی کتابوں میں، ایجادِ بندہ ہیں، یہ ایجادِ بندہ نیکی کی حرص میں ہوئی ہے مگر یہ حرص ایسی ہے جیسے عیسائیوں نے تیس سے بڑھا کر چالیس روزے کر لیے تھے یعنی اس حرص کا نتیجہ یہ تھا کہ دین میں تحریف کر لی لہٰذا پوری احتیاط کی ضرورت ہے کہ صرف وہی عمل کیے جائیں جو شریعت سے ثابت ہیں اپنی طرف سے نئی شریعت نہ بنائی جائے چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے :

---

[1] سُورۃ المائدہ : ۳

لَا یَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِاَنَّہٗ دَعَا مَرَّۃً لِاَنَّ اَکْثَرَھَا دُعَاءٌ . ۱

نمازِ جنازہ خود دعا ہے کیونکہ اس نماز کے زیادہ حصہ میں دعا ہی ہے لہٰذا نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے لیے نہ ٹھہرے۔

نمازِ جنازہ کے اجزاء :

نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہوتی ہیں، پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثنا، دوسری کے بعد درود شریف پھر تیسری کے بعد دعا۔ احادیث میں چند دعائیں وارد ہوئی ہیں اُن میں سے مختصر دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ. ۲

صف بندی :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس مسلمان پر تین صفیں نماز پڑھ لیتی ہیں اُس کے لیے جنت ثابت ہوجاتی ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تھوڑے آدمیوں کی بھی تین صفیں کرلیا کرتے تھے۔ ۳ (جاری ہے)

❁ ❁ ❁

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

۱ عالمگیریہ ص ۹۰ ۲ ترمذی شریف وغیرہ، بچوں کے لیے جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ تعلیم الاسلام یا دینی تعلیم کے رسائل میں دیکھ لی جائے۔ ۳ ابوداؤد و ترمذی و مشکوۃ وغیرہ

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط :۸

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

قبر :

(۱) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (خلیفہ سوم) جب کسی قبر پر پہنچتے تو اُن پر اتنا گریہ طاری ہوتا کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو جاتی، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے سامنے جنت اور دوزخ کا ذکر ہوتا ہے اُس پر آپ کو گریہ نہیں آتا قبر دیکھتے ہیں تو گریہ سے آپ بے حال ہو جاتے ہیں ؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے اگر اِس سے نجات مل گئی تو بعد کی منزلیں بہت سہل ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی یہاں پھنس کر رہ گیا اور یہ منزل کٹھن ہوگئی تو بعد کی منزلیں کہیں زیادہ کٹھن ہوں گی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا جتنے منظر بھی میری نظر سے گزرے قبر کا منظر اُن میں سب سے زیادہ سخت ہے۔ ۱

۱ ترمذی شریف جلد دوم ص ۵۵

(۲) مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد مہاجرین میں جن کی وفات سب سے پہلے ہوئی وہ حضرت عثمانؓ بن مظعون ہیں، جب اِن کو دفن کر دیا گیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک صاحب کو ایک پتھر اُٹھا کر لانے کے لیے فرمایا، وہ پتھر اتنا بھاری تھا کہ یہ صاحب نہیں اُٹھا سکے، آنحضرت ﷺ خود پہنچے آستینیں چڑھائیں اور وہ پتھر اُٹھا کر لے آئے اور قبر کے سرہانے رکھ دیا کہ اِس سے میں اپنے بھائی کی قبر معلوم کر سکوں گا اور میرے متعلقین میں سے جو وفات پائے گا اُس کو اِس کے پاس دفن کر سکوں گا۔ [۱]

(۳) آنحضرت ﷺ جب میت کو قبر میں اُتارتے تھے تو پڑھا کرتے تھے :

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ .[۲]

(۴) آنحضرت ﷺ نے اپنے گوشہ جگر حضرت ابراہیم کو دفن کیا تو مٹی کے تین دو ہتڑ (دونوں ہاتھ) بھر کر قبر میں ڈالے پھر قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرایا اور کنکریں ڈال دیں [۳] مٹی کے تین دو ہتڑ سرہانے کی طرف ڈالے [۴] پانی کا چھڑکاؤ سرہانے سے شروع کیا اور پیروں تک لے گئے۔ [۵]

(۵) پہلا دو ہتڑ ڈالا جائے تو پڑھا جائے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسرے پر وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسرے پر وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى .

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے (قاسم بن محمد بن ابی بکر) جو اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ کے مفتی اعظم اور بہت مقدس بزرگ تھے انہوں نے اپنی پھوپھی (اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے درخواست کی کہ وہ حجرہ شریفہ کھول کر مزارات کی زیارت کرا دیں، حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں میں نے حجرہ شریف میں مزار دیکھے نہ اُونچے اُٹھے ہوئے تھے نہ زمین سے ملے ہوئے، سرخ کنکریاں جو مقام ''عرصہ'' کے میدان کی تھیں اُن پر پڑی ہوئی تھیں [۶] حضرت سفیان تمّار کا بیان ہے کہ انہوں نے قبر مبارک کی زیارت کی تو وہ کوہان کی طرح تھی [۷] قبر کی اُونچائی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہونی چاہیے۔ [۸]

---

[۱] ابوداؤد شریف ص ۱۰۱ [۲] صحاح [۳] مشکوۃ شریف وبیہقی [۴] مشکوۃ وابن ماجہ [۵] مشکوۃ وبیہقی
[۶] ابوداؤد شریف [۷] بخاری شریف ص ۱۸۶ [۸] قاضی خان مع عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۷۸

(۷) غزوۂ اُحد کے شہدا کے لیے جب قبریں کھودی جا رہی تھیں تو آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا تھا قبریں گہری کھودو اور چوڑی رکھو ۱ قبر قدِ آدم کے نصف تک گہری ہونی چاہیے۔ ۲

(۸) ارشاد ہوا : دفن کے بعد سرہانے کی طرف سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں پڑھ لی جائیں اور پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کے آخر کی آیتیں۔ ۳

(۹) آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ بنائے یا اُس پر تعمیر کی جائے۔ ۴

زمین بہت نرم ہو تو تابوت بنایا جا سکتا ہے مگر پکی اینٹوں کا نہیں، لوہے کی چادریں تابوت میں لگائی جا سکتی ہے مگر اندر کی طرف مٹی لیپ دیں نیچے بھی مٹی بچھا دیں۔ ۵

صبر :

(۱) کوئی نصب العین اور کوئی مقصد معین کر کے اُس پر جم جانا اور جو مصائب اور مشکلات پیش آئیں تو اُن کو اَنگیز کرنا ۶ اس کو ضبط، تحمل، برداشت اور استقلال و استقامت کہا جاتا ہے اسی کا نام ''صبر'' ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ''طاقت'' قرار دیا ہے اور نماز کی طرح اس سے بھی مدد حاصل کرنے کی فرمائش کی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ﴾ ''اے ایمان والو ! مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے۔''

کسی عزیز کی وفات پانے پر صبر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ اِس پر جمے رہیں کہ ہمیں راضی برضاءِ مولیٰ رہنا ہے اور جو کچھ حکمِ خداوندی ہے گردن جھکا کر اُس کو تسلیم کرنا ہے نہ شکوہ شکایت نہ جھنجھلانا ہے نہ گھبرانا ہے نہ بے قراری اور اضطراب کا اظہار کرنا ہے۔

(۲) اُنس اور محبت اور اس سے جو نرمی مزاج میں پیدا ہو اس کو ''رحمت'' یا ''رحم'' کہا جاتا ہے یہ انسان کی فطرت ہے، فطرت جتنی زیادہ سلیم ہوگی اُس میں رحمت اُتنی ہی زیادہ ہوگی۔ کائناتِ عالم میں جس کی فطرت سب سے زیادہ سلیم تھی وہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ہوا (ﷺ) اور اس کے صدیق نے '' اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ '' کا لقب پایا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ

۱ صحاح و مشکوۃ ۲ دُرمختار وغیرہ ۳ مشکوۃ و بیہقی ۴ مسلم شریف ۵ قاضی خان ۶ سہنا، سہارنا

رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ۱

(۳) کسی عزیز کی جدائی سے جب رشتۂ اُنس و محبت پر چوٹ پڑتی ہے تو تڑپ اور بے چینی کا پیدا ہونا فطری امر ہے، اگر بے چینی نہ پیدا ہو تو اس کے پہلو میں دل نہیں ہے پتھر کا ٹکڑا ہے لیکن یہی وہ مقام ہے جہاں جوہرِ صبر نکھرتا ہے اس تڑپ اور بے چینی کو قابو میں رکھنا موجبِ اجر ہے، قابو میں رکھنے کی کوشش کے باوجود قابو نہیں رہا دامنِ ضبط ہاتھ سے چھوٹ گیا یہ معذوری ہے توقع ہے کہ اللہ معاف کرے گا۔ بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرنا جزع اور فزع ہے جو ناجائز ہے، اظہار سے آگے بڑھ کر بے چینی اور چوٹ کا مظاہرہ کرنا مثلاً نوحہ اور بین کرنا، اپنے منہ کو طمانچہ سے پھیٹنا، سینہ پیٹنا، سر منڈوانا، بال نوچنا، سر پر خاک ڈالنا بے چینی اور دل کی چوٹ کا مظاہرہ ہے جو حرام ہے۔

اس تمہید کے بعد آنحضرت ﷺ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے :

(۱) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے مومن بندے کے عزیز کو میں وفات دے دوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کی جزاء میرے پاس صرف جنت ہے۔ ۲

(۲) نیز ارشاد فرمایا : اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی ۳ صبر تو وہی ہے جب پہلی پہل دل پر چوٹ لگے، تو اُس کو سہارے بعد میں تو رفتہ رفتہ خاموش ہونا ہی پڑتا ہے۔

(۳) آنحضرت ﷺ کے گوشۂ جگر حضرت ابراہیم کی حالت نازک ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا اور پیار کیا جب منے صاحبزادے کا سانس اُکھڑنے لگا تو چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے (جو وہاں موجود تھے) عرض کیا وَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہْ یعنی یارسول اللہ آپ بھی روتے ہیں ؟ رسولِ خدا ﷺ نے جواب دیا یَا ابْنَ عَوْفٌ اِنَّھَا رَحْمَةٌ یہ اُنس و محبت اور نرمی قلب کا فطری تقاضا ہے، آپ یہ فرما رہے تھے اور آنسو جاری تھے اسی حالت میں آپ نے فرمایا :

---

۱ ترمذی شریف ۲ بخاری شریف ۳ بخاری مسلم وغیرھما

اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزُنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (بخاری ومسلم وغیرھما)

بے شک آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں دل غمگین ہے مگر زبان پر صرف وہی آئے گا جو ہمارے رب کو راضی کردے اور واقعہ یہ ہے کہ اے ابراہیم تمہاری جدائی سے ہم غمگین ہیں

(۴) آنحضرت ﷺ کے نواسے (حضرت زینب ؓ کے نورِ چشم) کا سانس اُکھڑنے لگا تب چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے، حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے عرض کیا یہ کیا یا رسول اللہ جواب میں ارشاد ہوا : هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ. فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ . [1] ''یہ رحمت ہے (وہ نرمی ہے جو اُنس ومحبت کی وجہ سے رونما ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں صرف اُن ہی پر رحم کرتے ہیں جو خود بھی ''رحیم'' ہوتے ہیں (جن کے دلوں میں یہ نرمی ہوتی ہے)۔''

(۵) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے حالت خراب ہوگئی آنحضرت ﷺ نے جب ان کو نازک حالت میں دیکھا تو چشم پُرنم سے آنسو بہنے لگے جو وہاں موجود تھے وہ زور زور سے رونے لگے، ارشاد ہوا : ''اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو بہنے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں کرتا، زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا عذاب یا رحم اِس سے بولنے پر ہوتا ہے (جزع فزع کے الفاظ کہے تو عذاب اور صبر وشکر کے کلمات پر ثواب ملتا ہے)۔''

(۶) ارشاد ہوا : وہ ہم میں کا نہیں جو رُخساروں کو پیٹے، گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کے الفاظ زبان سے پکارے (نوحہ اور بین کرے یا معاذ اللہ تقدیر کو برا کہے، حضرت حق کے متعلق شکوہ کے الفاظ ادا کرے)۔

(۷) ارشاد ہوا : میں اُس سے بیزار ہوں جو سر منڈائے، منہ پیٹے اور کُوک مار (زور سے چلا) کر روئے۔(بخاری ومسلم وغیرہما)

---

[1] بخاری و مسلم وغیرھما

تعزیت (تسلی دلانا) :

(۱) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو مصیبت زدہ کو تسلی دلاتا ہے تو اُس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا مصیبت زدہ کو اور جو بچہ کی وفات پر اُس کی ماں کو تسلی دلائے تو جنت میں اُس کو چادریں پہنائی جائیں گی (خلعت دیا جائے گا)۔'' [۱]

(۲) آنحضرت ﷺ نے نواسے کی وفات پر اُس کی والدہ (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو کہلا کر بھیجا اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ [۲] ''جو لے لیا وہ اللہ ہی کا تھا جو دیا وہ اُسی کا تھا اور اللہ کے یہاں ہر ایک چیز ایک معین حد (مدت) تک ہے پس صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو۔''

مجلس تعزیت :

وَیَجُوْزُ الْجُلُوْسُ لِلْمُصِیْبَۃِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَھُوَ خِلَافُ الْاَوْلٰی وَیُکْرَہُ فِی الْمَسْجِدِ. [۳]

''تعزیت کے لیے بیٹھنا تین دن جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے، یہ نشست مسجد میں نہ ہو، مسجد میں مکروہ ہے جو شخص موجود نہ ہو وہ تعزیت کے لیے تین دن کے بعد بھی آسکتا ہے''

ذکرِ خیر :

ارشادِ گرامی ہے : مرنے والوں کی خوبیاں ذکر کرو، برائی سے زبان روکو، ارشاد ہوا مرنے والوں کے حق میں بدزبانی نہ کرو وہ اپنے کیے کو پہنچ چکے ہیں [۴] یعنی اگر کوئی برا تھا تب بھی اُس پر لعن طعن یا اُس کی برائیاں نہ کرو۔ واللہ اعلم

سوگ یعنی ترکِ زینت :

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان جو پہلے اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں صف آراء رہے پھر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کی صاحبزادی محترمہ حضرت اُم حبیبہ بہت پہلے مسلمان

---

[۱] ترمذی شریف [۲] ابن ماجہ ص ۱۱۵ [۳] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳ [۴] بخاری شریف

ہو چکی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے حرمِ محترم میں داخل تھیں، زینب بنت ابی سلمہ ان ہی اُم حبیبہؓ کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد ابوسفیان کی وفات ہوئی تو تیسرے دن حضرت اُم حبیبہؓ نے ایک زردی (زرد رنگ کا غازہ) منگوایا اور چہرہ اور کلائیوں پر ملا پھر فرمایا مجھے اِس کے لگانے کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن رکھا ہے کہ جو عورت اللہ پر قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ بیوہ اپنے شوہر پر (زمانہ عدت) چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی (کہ زینت و آرائش نہیں کرسکتی)۔ [1]

اسی طرح کا واقعہ اُم المومنین حضرت زینب بنتِ جحشؓ کا ہے کہ ان کے بھائی کی وفات ہوگئی تھی تو تیسرے روز خوشبو منگا کر لگائی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اُس کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی مرنے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ بیوہ اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔ [2]

ماتمی لباس :

حضرت ابو برزہؓ اور عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہم ایک جنازہ پر گئے وہاں آنحضرت ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے چادریں اُتار کر پھینک دی تھیں اور صرف کُرتا پہن کر جنازے کے ساتھ جا رہے تھے، آپ نے فرمایا زمانہ جاہلیت کے دستور کو زندہ کر رہے ہو، دل چاہتا ہے کہ بددعا کروں کہ جب تم واپس ہو تو تمہاری صورتیں بھی بدلی ہوئی (مسخ شدہ) ہوں ان لوگوں نے فوراً چادریں اوڑھ لیں پھر کبھی ایسا نہیں کیا۔ [3]

یُکْرَہُ لِلرِّجَالِ تَسْوِیْدُ الثِّیَابِ وَ تَمْزِیْقُھَا لِلتَّعْزِیَۃِ [4] تعزیت کے لیے کپڑوں کو کالا کرنا مردوں کے لیے جائز نہیں ہے نہ کپڑے پھاڑنا جائز ہے۔

---

[1] بخاری شریف ص ۱۷۰ و ص ۱۷۱ [2] بخاری شریف ص ۱۷۱ [3] ابن ماجہ ص ۱۰۸
[4] قاضی خان علی الھندیہ ج ۱ ص ۱۷۸

اہلِ میت کے لیے کھانا :

حضرت جعفرِ طیّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے جب ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کر دو وہ اپنے غم میں مشغول ہیں خود انتظام نہیں کر سکتے۔[1]

پریشان حال غم زدہ اہلِ خانہ کے لیے یہ امداد اور ہمدردی کی صورت تھی جو آنحضرت ﷺ نے تجویز فرمائی مگر ہم نے اس کو رسم بنا لیا اس کے قواعد مقرر کر لیے کہ فلاں کے یہاں سے میت کا کھانا آسکتا ہے فلاں کے یہاں سے نہیں، نرینہ اولاد کی طرف سے کھانا آنا چاہیے، لڑکیوں یا لڑکی کی سسرال وغیرہ کے یہاں سے نہیں آسکتا وغیرہ وغیرہ اور لطف یہ ہے کہ گھر والوں کے لیے تو کھانا پکانا ممنوع قرار دے لیا اور تقسیم کرنے کے لیے کھانا پکانے کو ضروری سمجھ لیا چنانچہ ان تین دنوں میں اہلِ میت کی طرف سے کھانا تقسیم کرایا جاتا ہے، اس کے بعد کہیں سوئم ہوتا ہے کہیں چہارم کہیں تیرھویں ہوتی ہے کہیں چہلم وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں ناجائز اور مکروہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے میت کے پسماندگان کی پریشانی کو ہلکا کیا ہم اس کے برخلاف اہلِ خانہ اور ورثاء کے لیے پریشانی بڑھاتے ہیں اور یتیم بچوں کا خیال بھی نہیں کرتے کہ ان کے سرپرست کا انتقال ہوا وہ فکرِ معاش میں مبتلا ہوئے پریشان ہیں مگر ہم ان پر ضیافت اور دعوتوں کا بار ڈالتے ہیں پریشانی پر پریشانی بڑھاتے ہیں، اس سلسلہ میں حضراتِ فقہاءِ کرام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے :

وَیُکْرَہُ اتِّخَاذُ الضِّیَافَةِ مِنَ الطَّعَامِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّهٗ شُرِعَ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَھِیَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ رَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَه بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ وَصَنِیْعِھِمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّیَاحَةِ وَ یَسْتَحَبُّ لِجِیْرَانِ اَھْلِ الْمَیِّتِ وَالْاَقْرِبَاءِ الْاَبَاعِدِ تَھْیِئَةُ طَعَامٍ لَھُمْ لِیُشْبِعَھُمْ یَوْمَھُمْ وَلَیْلَتَھُمْ لِقَوْلِهٖ ﷺ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ

[1] ترمذی و ابوداؤد

جَاءَ هُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ ۱؎ وَلِاَنَّهُ بِرٌّ وَ مَعْرُوْفٌ وَيُلِحُّ عَلَيْهِمْ فِى الْاَكْلِ لِاَنَّ الْحُزْنَ يَمْنَعُهُمْ مِنْ ذَالِكَ فَيَضْعَفُوْنَ. (فتح القدیر ص ج ۱ ص ۴۷۳)

''اہلِ میت کی طرف سے کھانے کی دعوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ رنج اور صدمہ کے موقع پر، یہ نہایت قبیح بدعت ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے سندِ صحیح کے ساتھ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اہلِ میت کے یہاں جمع ہونے اور اہلِ میت کی طرف سے کھانا تیار کرانے کو ہم نوحہ کی ایک رسم شمار کیا کرتے تھے، (البتہ) اہلِ میت کے پڑوسیوں اور دُور کے رشتہ داروں کے لیے یہ مستحب ہے کہ اہلِ میت کے لیے اتنے کھانے کا انتظام کردیں جس سے وہ اُس دن میں اور شب میں شکم سیر ہو سکیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جعفرؓ کے اہل و عیال کے لیے کھانا بنادو کیونکہ ان کو ایسا حادثہ پیش آگیا ہے جو اُن کو مصروف کیے ہوئے ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان غم زدہ لوگوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنا نیک کام اور حسن سلوک ہے۔''

کھانے کے لیے اصرار کرنا :

اصرار کر کے اہلِ میت کو کھانا کھلائیں، صدمہ ان کو کھانے سے روکے گا (وہ کھانے کے لیے تیار نہ ہوں گے) مگر نہ کھانا ان کو کمزور کردے گا (جس سے صدمہ اور بڑھے گا) لہٰذا اصرار کر کے ان کو کھلا دینا چاہیے۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳)

وَيُكْرَهُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِى الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَ الثَّالِثِ وَ يَوْمِ الْاُسْبُوْعِ وَ الْاَعْيَادِ وَ نَقْلِ الطَّعَامِ اِلَى الْقَبْرِ فِى الْمَوَاسِمِ وَ اِتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ بِقِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ وَ جَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَ الْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ اَوِ الْقِرَاءَ ةِ سُوْرَةَ الْاَنْعَامِ وَ الْاِخْلَاصِ فَالْحَاصِلُ اَنَّ اِتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ لِاَجْلِ الْاَكْلِ يُكْرَهُ. (بزازیہ علی الفتاوی الھندیہ)

۱؎ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِىُّ وَ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ

(باقی صفحہ ۴۹)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ سے نقل فرماتی ہیں کہ مسواک کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت بغیر مسواک کے نماز پر ستر گنا زائد ہے۔''

ف : ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسواک کر کے نماز پڑھنے سے نماز کا اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے لیکن روایات مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر گنا ثواب بڑھ جاتا ہے اور یہی مشہور ہے امام احمدؒ نے بھی اس کو ذکر کیا ہے، قشیریؒ نے حضرت ابو درداءؓ سے بلا سند کے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر گنا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔ طحطاویؒ نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں حضرت عباسؓ اور حضرت علی عطارؒ سے نقل کیا ہے کہ ننانوے گنا یا چار سو گنا ثواب بڑھ جاتا ہے۔

علماء کرام لکھتے ہیں کہ تفاوت اخلاص کے لحاظ سے ہے یعنی جس قدر اخلاص ہوگا اُسی قدر اجر و ثواب میں بھی اضافہ ہوگا، پس کبھی ستر گنا اور کبھی ننانوے اور چار سو گنا ہر شخص کے اخلاص کے مطابق ثواب میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ (جاری ہے)

بقیہ : حیاتِ مسلم

''پہلے دن، تیسرے دن، ہفتہ کے روز اور عیدوں کے موقع پر اہلِ میت کا کھانا تیار کرانا (دعوت کرنا) مکروہ ہے، حج یا عید جیسے تہواروں کے موقع پر قبر پر کھانا (یا غلہ) لے جانا بھی مکروہ ہے، قرآن شریف پڑھنے والوں کی دعوت کرنا، قرآن شریف ختم کرنے یا سورۃ الانعام یا سورۃ الاخلاص ختم کرنے کے لیے حفاظ و قراء اور صلحاء کو جمع کرنا بھی مکروہ ہے، حاصل یہ ہے کہ قرأتِ قرآن کے وقت کھانا بنوانا مکروہ ہے''

(جاری ہے)

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۱۴ قسط : ۹، آخری

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ ﴾

✿ ✿ ✿

مزارات پر حاضری :

آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ. (ابن ماجه)

''میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب وہ ممانعت نہیں ہے لہٰذا زیارت کر سکتے ہو کیونکہ قبریں آخرت کو یاد دلاتی ہیں۔''

ارشادِ گرامی میں جس طرح زیارت کی اجازت دی مقصد بھی ظاہر فرما دیا کہ قبر دیکھ کر آخرت یاد آتی ہے اس مقصد کے لیے عورتوں کو بھی اجازت ہے لیکن جو عورتیں چراغ جلانے یا منت وغیرہ کا مقصد لے کر جاتی ہیں وہ شرعاً ناجائز ہے ان کو آنحضرت ﷺ نے ''زَوَّارَاتُ الْقُبُوْرِ'' سے تعبیر فرمایا کہ ان کی زیارت حد سے بڑھی ہوئی ہے اور ان پر لعنت فرمائی :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.[۱] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ پر۔

آدابِ زیارت :

قبریں نظر پڑیں تو کہو : اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اَسْأَلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ.[۲] یہ مختصر دعا ہے اور بھی دعائیں احادیث میں مروی ہیں۔

(۲) جس قدر ممکن ہو کلام اللہ شریف کی تلاوت کرو آنحضرت ﷺ نے یٰسین پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے، یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اُس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو جتنے مُردے وہاں مدفون ہیں اُن کی تعداد کے بموجب پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔[۳] قبرستان کی گھاس یا درخت اُکھاڑنا یا کاٹنا بھی جائز نہیں ہے البتہ سوکھی گھاس کاٹ سکتے ہیں۔[۴]

ممنوعات اور مکروہات

(۱) قبر پر چراغ جلانا :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی قبروں پر جانے والی عورتوں پر (جن کے سامنے زیارتِ قبور کا اصل مقصد نہیں ہوتا، منت ماننگے چڑھاوا چڑھانے جیسے کاموں کے لیے جاتی ہیں) اور لعنت فرمائی آنحضرت ﷺ نے اُن پر جو قبروں پر مسجد بناتے ہیں اور اُن پر جو قبروں پر چراغ رکھتے ہیں۔

قبروں پر چراغ رکھنا بھی ممنوع اور باعثِ لعنت ہے کہ اِس سے کوئی فائدہ نہیں بے موقع اور بلا ضرورت خرچ ہے جو جائز نہیں یا قبر کی یا میت کی ایسی تعظیم ہے جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی تو اس سے چادر وغیرہ چڑھانے کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ وہ بھی ممنوع اور باعثِ لعنت ہے کیونکہ وہ بھی اسراف ہے اور چادر چراغ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے تو یہ زیادہ اسراف ہے اور اس میں قبر یا میت کی

---

[۱] احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ [۲] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳ [۳] دُرِمختار [۴] درِمختار

زیادہ تعظیم ہے جس کی شریعت نے ہدایت نہیں کی چنانچہ آنحضرت ﷺ یا خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم یا اور صحابہ کرامؓ اِن میں سے کسی کے مزارِ مقدس پر کبھی بھی چادر نہیں چڑھائی گئی۔

(۲) قبر کو تبرکًا چھونا بوسہ دینا چہرہ ملنا وغیرہ :

فِیْ شَرْحِ عَیْنِ الْعِلْمِ لِلْقَارِیْ وَلَا یَمَسُّ اَیِ الْقَبْرَ وَلَا التَّابُوْتَ وَلَا الْجِدَارَ فَوَرَدَ النَّهْیُ عَنْ مِثْلِ ذَالِكَ لِقَبْرِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَكَیْفَ بِقُبُوْرِ سَائِرِالْاَنَامِ وَلَا تُقَبَّلُ فَاِنَّهٗ زِیَادَةٌ عَلَی الْمَسِّ فَهُوَ اَوْلٰی وَالتَّقْبِیْلُ مُخْتَصٌّ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَبِاَیْدِیْ الْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصُّلَحَاءِ (انتهی) وَفِی الْاِحْیَاءِ لَا یَمَسُّ الْقَبْرَ وَلَا یَتَقَبَّلُ.

وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ لِلسُّیُوْطِیْ زُرِ الْقُبُوْرَ تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَاغْسِلُ الْمَوْتٰی فَاِنَّ مُعَالَجَةَ جَسَدٍ خَاوٍ مَوْعِظَةٌ بَلِیْغَةٌ وَصَلِّ عَلَی الْجَنَازَةِ لَعَلَّ ذَالِكَ یُحْزِنُكَ فَاِنَّ الْحَزِیْنَ فِیْ ظِلِّ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ . عن ابی ذر انتهی.

وَقَالَ الْمَنَاوِیُّ فِیْ شَرْحِهِ الْمُخْتَصَرِ وَنُدِبَ زِیَارَةُ الْقُبُوْرِ اَیْ لِلرِّجَالِ وَتَغْسِیْلُ الْمَوْتٰی وَلٰكِنْ لَا یَمَسُّ لِقَبَرٍ وَلَا یُقَبِّلُهٗ فَاِنَّهٗ عَادَةُ النَّصَارٰی (انتهی). وَقَالَ الْمَنَاوِیُّ فِیْ شَرْحِهٖ فِیْ مَوْضَعٍ اٰخَرَ فِیْ شَرْحِ حَدِیْثِ " كُنْتُ نَهَیْتُ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا " اَیْ بِشَرْطِ اَنْ لَّا یَقْتَرِنَ بِذَالِكَ تَمَسُّحٌ بالْقَبَرِ وَتَقْبِیْلُهٗ فَاِنَّهٗ كَمَا قَالَ السُّبْكِیُّ بِدْعَةٌ مُنْكَرَةٌ. انتهی۔[۱]

''ملا علی قاریؒ کی مشہور اور مقبول کتاب ''شرح عین العلم'' میں ہے کہ کوئی بھی قبر ہو اُس کو (تبرک کی نیت سے) چھونا جائز نہیں ہے نہ تابوت کو نہ مزار کی دیوار کو کیونکہ آنحضرت ﷺ کے مزارِ مقدس پر اِس جیسے کاموں کے کرنے سے ممانعت وارد ہوئی تو باقی مخلوق (اولیاء اللہ اور شہداء) کی قبروں پر اِس جیسی حرکتوں کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے ؟

اور قبر کو بوسہ بھی نہ دیا جائے کیونکہ بوسہ دینے میں بہ نسبت چھونے کے احترام زیادہ

---

[۱] مأۃ مسائل از حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ ص ۲۸

ہی ہوتا ہے تو اِس کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ہوگی اور بوسہ دینا حجرِ اسود اور انبیاء، علماء اور صلحاء کے ہاتھ کے ساتھ مخصوص ہے، احیاء العلوم میں ہے کہ قبر کو نہ چھویا جائے نہ اُس کو بوسہ دیا جائے۔

اور علامہ سیوطیؒ کی جامع صغیر میں ہے ''قبر کی زیارت کرو یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے اور میت کو غسل دو کیونکہ ایسے بدن کی خدمت کرنا جو رُوح سے خالی ہو چکا ہے پُر تاثیر وعظ ہے اور جنازہ کی نماز پڑھو شاید تمہارے دل میں غم پیدا ہو اور جس کے دل میں غم اور درد ہو وہ اللہ کے سایہ میں ہوگا قیامت کے روز۔''

مناویؒ نے اپنی شرح مختصر میں فرمایا ہے کہ زیارتِ قبور مستحب ہے یعنی مردوں کے لیے اور ایسے ہی مردوں کو غسل دینا (مستحب ہے) لیکن قبر کو نہ چھوئے نہ اُس کو بوسہ دے کیونکہ یہ عیسائیوں کی عادت ہے۔

اور شرح مختصر میں دوسری جگہ حدیث کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ کے تحت میں یہ ہے کہ مزارات پر جانا چاہیے یعنی اِس شرط کے ساتھ کہ قبر کو چھونے اور بوسہ دینے کی حرکت شامل نہ ہو کیونکہ بقول علامہ سُبکیؒ یہ بدعتِ منکرہ ہے۔''

(۳) قبر کو سجدہ کرنا قبر کے سامنے جھکنا یا قبر کا طواف کرنا :

فِیْ شَرْحِ الْمَنَاسِکِ لِمُلَّا عَلِیِّ الْقَارِیؒ وَلَا یَطُوْفُ اَیْ وَلَا یَدُوْرُ حَوْلَ الْبُقْعَةِ الشَّرِیْفَةِ لِاَنَّ الطَّوَافَ مِنْ مُخْتَصَّاتِ الْکَعْبَةِ الْمُنِیْفَةِ فَیَحْرُمُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْاَوْلِیَاءِ وَلَا عِبْرَةَ بِمَا یَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ وَلَوْ کَانُوْا فِیْ صُوْرَتِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ. وَلَایَنْحَنِیْ وَلَا یُقَبِّلُ الْاَرْضَ فَاِنَّهٗ اَیْ کُلُّ وَاحِدٍ بِدْعَةٌ اَیْ غَیْرُ مُسْتَحْسَنَةٍ فَیَکُوْنُ مَکْرُوْهًا وَاَمَّا السَّجْدَةُ فَلَا شَکَّ اَنَّهَا مُحَرَّمَةٌ فَلَا یَغْتَرُّ الزَّائِرُ بِمَا یَرٰی مِنْ فِعْلِ الْجَاهِلِیْنَ بَلْ یَتَّبِعُ الْعُلَمَاءَ الْعَامِلِیْنَ وَلَا یُصَلِّی اِلَیْهِ اَیْ جَانِبَ قَبْرِهٖ فَاِنَّهٗ حَرَامٌ بَلْ یُفْتٰی بِکُفْرِهٖ اِنْ اَرَادَ عِبَادَتَهٗ وَتَعْظِیْمَ قَبْرِهٖ. انتھٰی. وَفِی النَّهْرِ هٰکَذَا

فِی الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَالْکِفَایَةِ حَاشِیَةِ الْھِدَایَةِ.

وَفِیْ نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یُکَفَّرُ لِاَنَّ وَضْعَ الْجَبْھَةِ عَلَی الْاَرْضِ لَا یَجُوْزُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی .[1]

وَفِی الْحَمَّادِیَّةِ اِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یُکَفَّرُ لِاَنَّ وَضْعَ الْجَبْھَةِ عَلَی الْاَرْضِ لَا یَجُوْزُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی.عَنْ رَوْضَةِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ السَّجْدَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِلّٰہِ. [2] وَاَیْضًا فِی الْحَمَّادِیَّةِ التَّوَاضُعُ لِغَیْرِ اللّٰہِ حَرَامٌ وَاِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ مُعْتَقِدًا حَقِیْقَةً کَفَرَ.[3]

''ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح مناسک میں ہے کہ مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت بقعہ شریفہ مزارِ مقدس کے گرد نہ گھوما جائے کیونکہ گرد گھومنا (طواف کرنا) مخصوص ہے کعبہ شریف کے ساتھ لہٰذا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی قبروں کا طواف کرنا حرام ہے اور یہ جو جاہل لوگ کرتے ہیں خواہ وہ مشائخ اور علماء کی صورت بنائے ہوئے ہوں اُس کا اعتبار نہیں ہے (کیونکہ حرام فعل کسی شیخ یا پیر کے کرنے سے حلال اور جائز نہیں ہوجاتا)۔ نہ قبر کے سامنے جھکے نہ وہاں زمین کو بوسہ دے یہ کام بدعتِ قبیحہ ہیں پس مکروہ ہیں اور سجدہ کرنا تو اِس میں شک نہیں ہے کہ وہ حرام ہے اگر کچھ جاہل ایسا کرتے ہیں تو اُن کے فعل سے کسی زیارت کرنے والے کو دھوکا نہیں کھانا چاہیے، جاہلوں کی نہیں بلکہ باعمل علماء کی اتباع کرنی چاہیے۔

اور نہ قبر کی طرف کو نماز پڑھے کیونکہ قبر کی طرف کو نماز پڑھنا حرام ہے بلکہ اگر (معاذ اللہ) قبر کی عبادت اور قبر کی تعظیم کی نیت سے اس طرف کو نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے کفر کا فتوی دیا جائے گا۔

نصاب الاحتساب میں ہے کہ جب غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہوجائے گا کیونکہ پیشانی کو زمین پر رکھنا جائز نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے۔

---

[1] مأۃ مسائل ص ۲۱۸ [2] مأۃ مسائل ص ۶۸، ۷۰ [3] مأۃ مسائل

فتاوی حمادیہ میں ہے کہ جب غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے پیشانی کو زمین پر رکھنا جائز نہیں ہے۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہے نیز فتاوی حمادیہ میں ہے کہ غیر اللہ کے لیے تواضع حرام ہے اور جب عقیدت رکھتے ہوئے حقیقۃً غیر اللہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔''

قبروں کی بے ادبی اور قبرستان میں دنیاوی کام :

خلافِ شرع قبر کا احترام مثلاً بوسہ دینا یا اُس کے سامنے جھکنا یا سجدہ کرنا جائز نہیں ہے ایسے ہی قبر کی بے ادبی بھی جائز نہیں ہے۔

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا .
''نہ قبروں پر بیٹھو، نہ قبروں کی طرف کو نماز پڑھو۔'' (مسلم شریف)

(۲) ارشاد ہوا : کوئی انگارے پر بیٹھ جائے جس سے کپڑے جل جائیں اور کھال تک آگ پہنچ جائے یہ بہتر ہے اِس سے کہ کوئی شخص قبر پر بیٹھے۔ (مسلم شریف)

(۳) قبروں کے اُوپر چلنا :

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْھَا وَاَنْ تُوْطَأَ. (ترمذی شریف)

''آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا اِس سے کہ قبروں کو پختہ بنایا جائے اور اِس سے کہ قبروں پر لکھا جائے اور اِس سے کہ قبروں پر تعمیر بنوائی جائے اور اِس سے کہ قبروں پر چلا جائے۔''

(۴) قبرستان میں اُس پگڈنڈی یا راستہ پر چلنا بھی درست نہیں ہے جس کے متعلق خیال ہو کہ یہاں قبریں ہوں گی۔ (کما فی الفتاویٰ البزازیہ)

وَجَدَ طَرِیْقًا فِی الْمَقْبَرَۃِ وَھُوَ یَظُنُّ اَنَّہٗ مُحْدَثٌ لَا یَتَطَرَّقُ وَاِنْ لَّمْ یَقَعْ فِیْ ظَنِّہٖ فَلَا بَأْسَ بِہٖ . (بزازیہ علی الھندیہ ج ۴ ص ۷۱)

''قبرستان میں ایک راستہ دیکھا، خیال ہے یہ بنالیا گیا ہے اُس راستہ پر نہ چلے اور اگر یہ خیال نہیں ہوتا تو اُس پر چلنے میں مضائقہ نہیں ہے۔''

قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھنا بھی درست نہیں ہے، نہ مزار کے پاس سونا جائز ہے۔(دُرِمختار)

(۵) جوتے اُتار دینا :

آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو قبروں کے بیچ میں جوتے پہنے ہوئے چل رہا تھا آپ نے آواز دے کر فرمایا : یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّیْنِ وَیْحَکَ اَلْقِ سِبْتِیَّکَ.[۱]

''اے جوتے والے ! تیرا ناس ہو جوتے اُتار دے۔''

قبرستان کی گھاس یا درخت اُکھاڑنا یا کاٹنا جائز نہیں ہے البتہ سوکھی گھاس کاٹ سکتے ہیں۔[۲]

عرس :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تُبَلِّغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ.[۳]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مت بناؤ اپنے گھروں کو قبریں اور نہ بناؤ میری قبر کو عید[۴] اور مجھ پر درود پڑھتے رہو کیونکہ تمہارا درود جہاں بھی تم پڑھو مجھے پہنچتا ہے۔''

قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الْبِحَارِ فِیْ شَرْحِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ یَعْنِیْ قَوْلَہٗ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا اَیْ لَا تَجْعَلُوْا زِیَارَةَ قَبْرِیْ عِیْدًا اَوْقَبْرِیْ مَظْھَرَ عِیْدٍ . اَیْ لَا تَجْتَمِعُوا لِزِیَارَتِہٖ اِجْتِمَاعَکُمْ لِلْعِیْدِ فَاِنَّہٗ یَوْمُ لَھْوٍ وَ سُرُوْرٍ وَحَالُ الزِّیَارَةِ بِخِلَافِہٖ .کَانَ دَابُ اَھْلِ الْکِتَابِ فَاَوْرَثَھُمُ الْقَسْوَةَ اَوْمِنْ ھَجِیْرِ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ حَتّٰی عَبَدُوا الْاَمْوَاتَ

''مجمع البحار میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ مصنف نے کہا ہے کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی زیارت کرنے کو عید نہ بناؤ یا میری قبر کو عید کا مظہر نہ بناؤ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح عید کے روز لوگ جمع ہوا

---

[۱] ابو داؤد و ابن ماجہ بمعناہ [۲] مراقی الفلاح [۳] النسائی کذا فی المشکوۃ [۴] عرس، میلا

کرتے ہیں اس طرح کا اجتماع نہ کرو کیونکہ عید کو تفریحی کھیل ہوتے ہیں اور خوشی کا دن ہوتا ہے اور زیارتِ قبور کا حال اِس کے برخلاف ہے کہ زیارتِ قبر خوشی کے لیے نہیں ہوتی بلکہ عبرت پکڑنے کے لیے ہوتی ہے، اہلِ کتاب کا بھی یہی طریقہ ہوگیا تھا اس نے اُن کے دلوں کو سخت کر دیا تھا یا پھر بت پوجنے والوں کا طریقہ ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مُردوں کو پوجنے لگے۔''

وفی کتاب شجرۃ الایمان : چوں کسے در گورستان چیزے مے خورد یا مے آشامد بخُسپد یا قبر را بوسہ دہد یا سجدہ کند یا درانجا سوزاند ایں ہمہ مکروہ تحریمی ست۔

قال مولانا الشاہ اسحاق رحمہ اللہ : بوسہ دادن و مس کردن قبر و امجاد نمودن وضحک وقہقہ ونوم ونزد بعضے خواندن قرآن بہ جہر۔ وغنا مجرد از آلات لہو وکلام دنیا بے فائدہ ودیگر افعال وکلام مالایعنی نمودن وخوردن واشامیدن این قسم افعال نزد قبر نمودن مکروہ ست پس ہر کہ زیارت قبر بایں طور خواہد نمود در حق او ایں افعال مکروہ خواہند شد۔ (مائۃ مسائل ص ۲۶)

کتاب ''شجرۃ الایمان'' میں ہے کہ جب کوئی شخص قبرستان میں کوئی چیز کھاتا ہے یا پیتا ہے یا سوتا ہے یا قبر کو بوسہ دیتا ہے یا سجدہ کرتا ہے یا قبرستان میں آگ جلاتا ہے، یہ تمام باتیں مکروہ تحریمی ہیں۔

حضرت شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''مائۃ مسائل'' میں تحریر فرمایا ہے کہ قبر کو بوسہ دینا، مس کرنا (تبرکاً چھونا)، قبر کے سامنے کمر جھکانا، قبرستان میں ہنسنا، قہقہہ لگانا، قبر کے پاس سونا مکروہ تحریمی ہے۔ اور بعض علماء نے قبر کے پاس قرآنِ پاک کو جہر سے پڑھنے کو بھی مکروہ فرمایا ہے، آلاتِ لہو یعنی گانے بجانے کا سامان نہ ہو تب بھی قبر کے پاس گا کر اشعار پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح قبر کے پاس دُنیا کی بے فائدہ باتیں کرنا، کھانا پینا اور قبر کے پاس اس طرح اور کام کرنا

مکروہ ہے، پس جس شخص نے قبر کی زیارت اس طرح کی کہ اِن کاموں میں سے
بھی کوئی کام کرتا رہا تو یہ تمام کام مکروہ ہوں گے۔''

قَالَ الشَّیْخُ ابْنُ ھُمَامٍ وَ یُکْرَہُ النَّوْمُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَ قَضَاءِ الْحَاجَۃِ بَلْ اَوْلٰی .

''حضرت علامہ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس سونا مکروہ ہے
قضاءِ حاجت بھی مکروہ ہے بلکہ بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔''

وَکُلُّ مَالَمْ یَعْھَدْ مِنَ السُّنَّۃِ وَالْمَعْھُوْدُ مِنْھَا لَیْسَ اِلاَّ زِیَارَتُھَا وَالدُّعَاءُ عِنْدَھَا قَائِمًا کَمَا کَانَ یَفْعَلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْخُرُوْجِ اِلَی الْبَقِیْعِ وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ. (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳)

''اور ہر ایسا کام مکروہ ہے جو احادیث سے ثابت نہیں ہے اور احادیث سے صرف زیارت کرنا اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر مُردے کے لیے دعاء (مغفرت) کرنا ثابت ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ جب قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے تو وہاں کیا کرتے تھے جب آپ قبرستان میں تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. اَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ.

ھٰذَا آخِرُ مَا اَرَدْتُّ اِیْرَادَہٗ فِیْ ھٰذَا الْمُخْتَصَرِ ﴿ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ﴾

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَلْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَالْمُفْتَقِرُ اِلٰی دُعَاءِ الْمُحِبِّیْنَ وَالْمُخْلِصِیْنَ مُحَمَّدْ مِیَاں غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ وَلِوَالِدَیْہِ

لَیْلَۃَ الثَّامِنِ بَعْدَ الْعِشْرِیْنَ مِنْ شَعْبَانَ ۱۳۸۹ اَلْھِجْرِیَّۃَ و ۱۰ نوفمبر ۱۹۶۹ء